تعالوا الی کلمۃ سوآء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ

گفتگوئے مذہبی ۱۲۹۳ھ

جو بمقام شاہجہانپور ہندو۔ عیسائی۔ مسلمانوں کے علماء نے کی

(اور)

واقعہ میلہ خداشناسی ۱۲۹۳ھ

تاریخی نام رکھا

یہ تقریر پر تاثیر مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قابل ملاحظہ ہے

(بار سوم)

میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہان پر آفتاب و چشمہا کور	جہان پر از حدیث و گوشہا کر

خدائے جل جلالہ کی توحید کا نعرہ ابتدا سے بلند ہوا ہے اور یہ بھی ایک چیز ہے کہ انتہا تک جسکا زور شور ایک جہان کے دلون کو زندہ کرتا ہی رہیگا۔ میدان توحید کے پیشرو اور اس منزل یکتائی کے رہنما تو ہر زمانہ مین ہوتے رہے لیکن آخری دور مین جس نے توحید کا ڈنکا بجایا اور ہر نسل انسانی مین خداپرستی کا سکہ بٹھایا اور اس سرے سے اُس سرے تک دنیا کو خواب غفلت سے جگایا اُسکی حقیقت اور سچائی کا اعتراف بھی ایسا ہی واجب ہے جیسا کہ توحید کا اقرار ہر قلب سلیم اور عقل مستقیم کے لیے ایک امر وجدانی ہے مگر بعض آنکھونکے لیے عینک درکار اور بعض کانون کے واسطے بانگ بلند کی بھی احتیاج ہوتی ہے۔ پس یہ کب ہوسکتا ہی کہ وہ روحانی عینک اور حقانی بانگ جس نے کانونکو سماعت آنکھونکو بصارت عقل کو بصیرت دل کو بشارت بخشی ہی مشتاقان تحقیق اور آرزومندان تدقیق کے روبرو پیش نہ کی جاوے۔ لہذا بندہ گنہگار راجی مغفرت پروردگار محمد ہاشم علی مہتمم مطبع ہاشمی میرٹھ اور طالب نجات محمد حیات مہتمم مطبع ضیائی میلہ خداشناسی کی مفصل کیفیت طالبان حق اور حق پرستان بے غرض کی خدمت مین راست راست بے کم و کاست عرض کرتے ہین مگر بعض مضامین مجمل کو لفظ یعنی وغیرہ سے تفسیر کرکے سہولت فہم ناظرین کے لیے مفصل لکھدیا ہی وہو ہذا۔ پادری نولس صاحب انگلستانی پادری شاہجہان پور اور منشی پیارے لال کبیر پنتھی ساکن موضع چاندا پور متعلقہ شہر شاہجہان پور نے مل کر سنہ ۱۸۷۶ء

مین ایک میلہ بنام میلہ خداشناسی موضع چاندا پور مین جو شہر شاہجہانپور سے پانچ چھ کوس کے فاصلے پر لب دریا واقع ہے مقرر کیا اور تاریخ میلہ ۷ مئی ٹھیرائی اور اشتہار اس مضمون کے اطراف و جوانب مین بھجوائے غرض اس میلہ کی اُسکے نام ہی سے معلوم ہوگئی ہوگی مگر بنظر مزید توضیح ہم بھی عرض پرداز ہین کہ اصل غرض تحقیق مذہبی تھی اور منشاء اشتہار کا یہ تھا کہ ہر مذہب کے آدمی آئین اور اپنے اپنے مذہب کے دلائل سنائین تفصیل قواعد آگے معلوم ہوگی بالفعل یہ عرض ہے کہ راویان صادق کے فرمانے سے یہ معلوم ہوا کہ مولوی محمد قاسم صاحب ساکن نانوتہ ضلع سہارنپور کو اُنکے بھائی مولوی محمد منیر صاحب مدرس مدرسہ سرکاری بریلی نے مولوی الٰہی بخش عرف مولوی رنگین بریلوی کیطرف سے جو رد نصاری مین شب و روز سرگرم رہتے ہین اس اشتہار کی اطلاع دی اور یہ لکھا کہ آپ بھی وقت مقررہ پر ضرور آئین - اُسوقت تو مولوی صاحب نے یہی لکھ بھیجا کہ ابھی کچھ کہہ نہین سکتا مگر بوجہ دوراندیشی مولوی محمد منیر صاحب سے اس بات کے خواستگار ہوئے کہ کیفیت مناظرہ اور محل نزاع سے اطلاع دیجئے اسکا جواب کچھ نہ آیا تھا کہ ایک خط شاہجہانپور سے بھی باستدعاء شرکت آیا اس خط کے پہونچتے ہی مولوی صاحب اپنے وطن سے پا پیادہ روانہ ہوئے اور دیوبند مین ایک شب قیام کرکے آگے کا راستہ لیا مظفر نگر اور میرٹھ مین ایک ایک شب رہکر دہلی پہونچے - مولوی محمد منیر صاحب کا جواب وہین پہونچا اُنہون نے بحوالہ مولوی عبد الحی صاحب انسپکٹر پولیس شاہجہانپور کچھ ایسا لکھا تھا کہ یہ قصہ بے اصل ہے علماء کے آنے کی حاجت نہین - اسپر گو ارادہ سست ہوگیا مگر بنظر احتیاط ایک خط شاہجہانپور کو لکھا کہ آپ بلاتے ہین اور مولوی محمد منیر صاحب یون لکھتے ہین اسلئے تردد ہے آپ مفصل لکھئے اسکے جواب مین ۴ مئی کو اول تو ایک تار برقی آیا جسکا مضمون قریب شام یہ معلوم ہوا کہ ضرور ہی آئیے اور اُسکے بعد خط پہونچا جسکا مضمون یہ تھا کہ مولوی عبد الحی صاحب کو غلطی ہوئی آپ آئین اور مولوی سید ابو المنصور صاحب کو ساتھ لائین کیونکہ پادری نول صاحب کو جو بڑے لسان اور مقرر ہین یہ دعوی ہے کہ بمقابلہ دین عیسوی دین محمدی کی کچھ حقیقت نہین اسپر مولوی محمد قاسم صاحب نے ارادہ کیا اور ۵ مئی کو بعد عشا بمعیت مولوی فخر الحسن صاحب ساکن گنگوہ ضلع سہارنپور و مولوی محمود حسن

صاحب ساکن دیوبند ضلع سہارنپور و مولوی رحیم اللہ صاحب ساکن بجنور ریل پر پہنچے ادہر سے حسب وعدہ
مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ اہل کتاب بمعیت مولوی سید احمد علی صاحب
دہلوی و میر حیدر علی صاحب دہلوی تشریف لائے اور سب ملکر ۱۱ بجے کی ریل مین سوار ہوکر روز
شنبہ ۶ مئی کو بعد عصر شاہجہانپور پہنچے مولوی صاحب نے آپکو چھپانا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ رات کو
سرائے مین گذر کر علی الصباح مجلس مناظرہ مین جا بیٹھین گے۔ غرض مولوی صاحب سب ساتھیون کو
چھوڑکر مولوی محمود حسن صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر چپکے سے شہر کو ہولئے۔ قصہ مختصر رات کو ایک سرائے
مین آرام فرمایا مگر ایک دو شخص کو خبر ہو ہی گئی قریب دو بجے رات کے سرائے مین جاکر مولوی صاحب کو
جا گھیرا پس از اصرار ناچار مولوی صاحب انکے مکان پر تشریف لیگئے۔ یہ مناظرہ مقررہ خاص شاہجہانپور
مین نہ تھا بلکہ ایک گاؤن چاندا پور جو شاہجہانپور سے ۵ یا ۶ میل کے فاصلہ پر ہے وہان مناظرہ مقرر ہوا
تھا اور بانی اس مناظرہ کے وہی منشی پیارے لال جو دولتمند اور وہان کے رئیس ہین تھے۔ کہتے
ہین کہ سب کو کھانا اور خیمے وغیرہ اُنہین کیطرف سے ملے تھے۔ بالجملہ مولوی صاحب صبح کو نماز پڑھ
کر پیادہ پا ہی چاندا پور مین جا پہنچے۔ خیمے پہلے سے قائم ہوگئے تھے اور مولوی محمد طاہر صاحب عرف
موتی میان رئیس شاہجہانپور جو مولوی مدن صاحب کی اولاد مین سے ہین جو مشاہیر علماء ہند مین سے
تھے اور بالفعل عہدۂ آنریری مجسٹریٹی پر ممتاز تھے سرکار کیطرف سے مہتمم مقرر ہوئے تھے اور ایک خیمہ
عظیم و وسیع مین یہ مجلس منعقد ہوئی اسطرح کہ بیچ مین ایک میز رکھی گئی اور اُسکے دونون جانب سامنے
کرسیان وغیرہ بچھ گئین ایکطرف پادریان عیسائی اور مقابلہ مین علماء اہل اسلام بیٹھ گئے اور بین الفریقین
کے سامنے موتی میان صاحب کاغذ و قلمدان لیکر بیٹھ گئے اور قواعد مناظرہ لکھے اور بعض سوال و جواب
علی سبیل الاختصار اور سوا اسکے بعض امور دیگر بھی وہی رئیس مہتمم قلمبند کرتے جاتے تھے منجملہ شرائط مناظرہ کے
یہ امور تھے کہ ہر ایک فریق اپنا و غلط دربارہ حقیقت اپنے مذہب کے کھڑا ہوکر بیان کرے بعدہ فریق ثانی اُسپر
اعتراضات کرے۔ اور مدت مناظرہ پہلے سے دو روز مقرر تھی مگر شروع مناظرہ سے گھڑی دو گھڑی پیشتر بوجہ
اصرار مولوی محمد قاسم صاحب پادری صاحب نے بشرط تسلیم منشی پیارے لال تین روز کے مناظرہ کا وعدہ

کرلیا تھا اور مدت وعظ کی ۱۵ منٹ اور سوال و جواب کی ۱۰ منٹ قرار پائی اور جب تک کہ ایک شخص
اپنی تقریر پوری کرکے بیٹھ نہ جاوے تب تک دوسرا شخص اُسکے کلام کی تردید یا تائید نکرے۔ اگرچہ اس امر
مین مولوی محمد قاسم صاحب نے بہت چاہا کہ مدت وعظ اور بڑھا دی جاوے اور یہ بھی فرمایا کہ اتنے عرصہ مین
حقیقت مذہب کماحقہ ثابت نہوسکیگی۔ مگر عیسائیون نے نمانا۔ اور اگرچہ بظاہر مناظرہ کرنے والے تین
فریق قرار پائے تھے۔ مسلمان۔ عیسائی۔ ہنود۔ مگر درحقیقت اصل گفتگو مسلمانون اور عیسائیون مین تھی
قصہ مختصر اول منشی پیارے لال صاحب کبیر پنتھی جو بانی مبانی جلسہ تھے کھڑے ہوئے اور ایک تحریر
پڑھی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ میان کبیر نے کنول کے پھول مین جنم لیا اور اُنکے پنتھ مین جاگتے سوتے
برابر سانس چلتا رہتا ہی شاید یہ مطلب ہو کہ ہر دم ذکر خدا رہتا ہے اسپر اہل اسلام کی طرف سے اول تو
مولوی طاہر صاحب عرف موتی میان رئیس اعظم شاہجہانپور نے جو منشی جلسہ بھی تھے یہ پوچھا کہ کنول
کے پھول سے آپکی کیا مراد ہی اسکے جواب مین شاید اُنھون نے یہی کہا کہ یہی پھول ہوتا نہین۔ اُسکے بعد
مولوی نعمان خانصاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ امور باطنہ سے افضلیت مذہب پر استدلال نہین ہوسکتا
یعنے طالب حق کو کیونکر معلوم ہوسکتا ہے کہ اس پنتھ مین یہ بات ہی اور آپ کیونکر انکار کرسکتے ہین
کہ اورون مین یہ بات نہین۔ سوا ان دونون صاحبون کے منشی صاحب کی تقریر کو کسی نے اہل اسلام
مین سے قابل التفات نہین سمجھا نہ دعوی مسموع ہونے کے قابل نہ دلیل سننے کے لایق اور نہ یہ پتہ
پڑتا ہی کہ کوئی پادری اُنسے الجھا ہو۔ ہان بعض ہنود جو اور پنتھ کے تھے منشی صاحب سے کچھ الجھتے اور
رہے جسکا حاصل طرفین سے بجز سمع خراشی اور کچھ نہ تھا سو تھوڑی دیر کے بعد اس قصہ سے لوگ
فراغت ہوئے اور اُسکے بعد بڑے پادری صاحب کھڑے ہوئے نام اُنکا بعض اشخاص پادری
نولس صاحب اور بعض پادری نوٹس صاحب بتلاتے تھے قوم سے انگریز تھے۔ غرض پادری صاحب
نے کھڑے ہوکر اپنے مذہب کی حقیت اور انجیل کے حق ہونے مین ایک تقریر طویل بیان کی حاصل
اُس تقریر کا اپنی یاد کے موافق یہ ہی کہ خدا ایک اُسکا دین بھی ایک ہی ہونا چاہیے اس لیے یہ ضرور
ہی کہ وہ دین سب کو پہونچایا جائے اور اُسکے قوانین اور احکام سب کو تعلیم کیے جائین کیونکہ احکام

سلطانی اُسکے تمام قلمرو مین جاری کیے جاتے ہین اشتہار ہر گلی کوچہ تھانہ چوکی مین لٹکائے جاتے
ہین اور منادی والے ہر کسی کو سُنا آتے ہین مگر اِدھر دیکھتے ہین توسوا انجیل وکتب مقدسہ اس طرح
کی اشاعت کسی بات مین نہین پائی جاتی کہ سب کو پہونچائی گئی ہو دو سو ڈھائی سو زبانون مین
اُسکا ترجمہ ہوچکا ہے اور ظاہر ہی کہ اس صورة مین ہر کسیکو اُسکے سمجھ لینے کی گنجائش ہے علاوہ برین
ہمارے مذہب مین مثل محمدیان بزور شمشیر کسیکو اپنے دین مین شامل نہین کرتے بلکہ پیار سے
محبت سے لطف سے نرمی سے نرم کرکے اپنی طرف کھینچتے ہین۔ حاصل تقریر پادری صاحب تو ہو چکا
اسکے بعد کی سُنیئے پادری صاحب تو بیٹھے اور مولوی نعمان خان صاحب ابن لقمان خان صاحب
قندھاری جو کبھی عہد دولت لکھنؤ مین سرکار لکھنؤ کے سوارون مین نوکر تھے اور بالفعل اُناؤ مین
رہتے ہین کھڑے ہوئے عمر کو دیکھیئے تو ساٹھ ستر کے بیچ باتون کو سُنیئے تو خوش طبعی مین جوانون
کو بھی مات کرین شدت سے ظریف ہین تحصیل آدھی گلستان پر شب و روز بجز رد نصاری اور
کام نہین اپنے آپ کو وکیل سرکار ابد قرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہین اور یہی عبارت
انکی مُہر مین کندہ ہی انکی تصانیف درباب رد نصاری سُنی تقریر کی دلچسپی کا کیا عرض کیا جائے
ایک قطعہ لبعض تصانیف کے اول مین اُنہون نے لکھا ہے اُس کے دو شعر ہین +۔ ÷ ۵

درِ فیض محمد وا ہے آئے جسکا جی چاہے	نہ آئے آتش دوزخ مین جائے جسکا جی چاہے
معاذ اللہ فرزند خدا کہتے ہو عیسےٰ کو	تو دادا کون ہے انکا بتائے جسکا جی چاہے

یہی دو شعر انکی لیاقت اور طرز تقریر اور انداز ظرافت کے بیان کے لیئے کافی ہین۔ القصہ خانصاحب
وکیل سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ایک دو ورقہ چھپا ہوا جو غالباً شمس الاخبار
کا پرچہ تھا نکالا اور جھوم جھوم کر پڑھنا شروع کیا حاصل اُنکی تقریر کا جسقدر یاد ہے یہ ہی کہ
پادری ہنری نارمن صاحب جنکی خوش بیانی کی واعظان نصاری مین دھوم تھی بتوفیق یزدانی
مسلمان ہوئے اور مشرف باسلام ہو کر امریکا مین تشریف لے گئے اور بجائے انجیل اب قرآن کی
منادی کرتے ہین (الغرض قرآن شریف بھی تمام عالم مین شائع ہو گیا۔ انجیل ہی کی کیا خصوصیت ہے)

دوسری ایک اور محقق انگریز کا ذکر کیا تھا جسکا نام و نشان مجکو یاد نہین اغلب یہ ہے کہ ہوتو ٹی ہیلی
صاحب ہو انکے حوالہ سے بیان کیا کہ فلانے واقعہ مین انجیل عالم سے نیست و نابود ہوگئی (یعنی در صورت
گم گشتگی انجیل کیونکر کہہ دیجیے کہ یہ ترجمے اُسی کے ہین ہان یہ بات قرآن شریف مین پاتی جاتی ہے
کہ اصل بجنسہ آجتک موجود ہے پھر اُسپر جسقدر اہل اسلام عالم مین پھیلے ہوئے ہین اسقدر کسی دین والے
عالم مین اس طرح سے پھیلے ہوئے نہونگے اسلیئے اگر یون کہیئے تو بجا ہے کہ چار سو مین قرآن شریف کی
اشاعت ہوگئی قرآن شریف تمام اہل اسلام کے پاس بکثرت ہر جگہ اُسکے سمجھنے والے اور سمجھانے والے موجود
اشاعت عام اسے کہتے ہین فقط ترجمون کی کثرت سے کیا ہوتا ہے) پادری نولس صاحب نے اسکے جواب
مین فرمایا کہ پادری ہنری مارٹن اگر مسلمان ہوگئے تو کیا ہوا اور سب انگلستان والے عیسائی ہین اور
جس شخص نے انجیل کے گم ہوجانے کا دعوے کیا ہے وہ ایک شخص ملحد بیدین ہے اُسکا قول ہمارے
نزدیک مسلم نہین۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے پوچھا تم اس واقعہ کو تسلیم نہین کرتے پادری صاحب
نے فرمایا ہم تسلیم نہین کرتے) لیکن ارباب فہم کو معلوم ہوگا کہ تاریخ مشار الیہ کا پادری صاحب کے
نزدیک غلط ہونا گو پادری صاحب کے حق مین درباره بربادی دین عیسوی مُسکت نہوسکی جناب
اسی لیے مولانا نے یہ فرمایا کہ اگر آپ کے نزدیک یہ خبر غلط ہے تو آپ پر اعتراض گم گشتگی انجیل واقع
نہین ہو سکتا مگر اسمین بھی اہل فہم کو شک نہوگا کہ دعوے حقیت انجیل وحقانیت دین عیسوی
کا ثبوت بھی معلوم پادری صاحب کا جب یہ دعوی ہو کہ انجیل کتاب آسمانی ہے اور اُسکے ثبوت
مین تقریر مذکور پیش کیجاے تو پھر بے شک یہ خبر سامع کے حق مین کم سے کم موجب تردد ہوگی
پادری صاحب کے پاس کیا دلیل ہے کہ ہم صحیح کہتے ہین اور مورخ مذکور غلط کہتا ہے بلکہ شہرۂ
انصاف وتحقیق مؤرخان یورپ خصوصاً انگلستان اس خبر کی صداقت کا بہت بڑا قرینہ ہے
اور مسلمانون کو دعوی تحریف کے لیے جسپر خوبی مضامین مندرجہ بیبل[۱] شاہد ہے یہ خبر منجملہ مزید برہان
ہے اسکے بعد مولوی میر احمد حسن صاحب اُٹھے اور یہ فرمایا کہ اگر کتاب آسمانی اور دین آسمانی کے لیئے
یہ ضرور ہے کہ تمام عالم مین شائع ہوا کرے تو حضرت عیسی علیہ السلام کا یہ قول غلط ہوگا کہ مین فقط

[۱] یعنی کتب مقدسہ انجیل و توریت و زبور ۱۲

بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیون کے لیے آیا ہون پادری صاحب اسکے جواب مین معقول کیطرف لوٹے اور ایسی نامعقول بات فرمائی کہ اس سے سکوت ہی فرماتے تو بہتر تھا فرمانے لگے ہان یہ سچ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام خاص بنی اسرائیل ہی کے لیے آئے تھے مگر جہان خاص ہوتا ہے وہان عام بھی ہوتا ہے اور ہاتھ کی لکڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے دیکھو یہ لکڑی ہے اور لاٹھی بھی ہے۔ لکڑی عام ہے اور لاٹھی خاص۔ اور اسی کی تائید مین ایک دیسی پادری صاحب بیٹھے بیٹھے بولے۔ یہ بات تو شرح تہذیب مین بھی لکھی ہو۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ آپکی تہذیب دانی بھی اب کوئی دم مین معلوم ہوئی جاتی ہے۔ اہل فہم کو دعوے اور دلیل کے انطباق ہی سے یہ بات تو واضح ہو گئی ہوگی کہ پادری صاحب کو کچھ جواب نہ آیا اور اس بات کے لیے جواب کی حاجت نتھی مگر تسپر بھی مولوی احمد علی صاحب ساکن نگینہ وکیل عدالت شاہجہانپور کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ عام وخاص مین اگر تلازم وجودی ہے تو کیا ہوا عام وخاص کے احکام جدے جدے ہوتے ہین۔ انسان عام ہے اُسکے احکام اور ہین۔ زید خاص اُسکے احکام اور ہین (یعنی افراد انسانی مین سے کوئی مومن ہو کوئی کافر ہو کوئی محمدی ہے کوئی نصرانی کوئی خوش اخلاق ہے کوئی بداخلاق کوئی مرد ہے کوئی عورت کوئی نیک ہے کوئی بد کوئی مرد میدان ہو کوئی نامرد کوئی سخی ہے کوئی بخیل۔ ایک کے مومن یا کافر یا محمدی یا نصرانی ہونے سے۔ سارے انسان مومن کافر یا محمدی یا نصرانی نہین ہو سکتے۔ علی ہذا القیاس اور سمجھ لیجیے اگر عام خاص کے احکام ایک ہی ہوا کرتے تو سب افراد انسانی ساری باتون مین ایک ہی سی ہوتی) اسکے بعد جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب جو واقعی امام فن مناظرہ اہل کتاب ہین اور رد نصاری مین اپنا نظیر نہین رکھتے کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ اگر ترجمون کی کثرت بقدر مذکور انجیل کے آسمانی کتاب ہونے کی دلیل ہو تو یون کہو اٹھارہوین صدی سے پہلے پہلے انجیل کتاب آسمانی نہ تھی اٹھارہوین صدی مین یہ شرف انجیل کو میسر ہوا کیونکہ اٹھاروین صدی مین ترجمون کی کثرت ہوئی ہی اور اگر اسپر بھی اول ہی سے انجیل کتاب آسمانی ہے تو یہ بات ہر کتاب کی نسبت اُسکی اٹھاروین مین متصور ہے

اسکے جواب مین پادری صاحب نے بجز اسکے اور کچھ نہ فرمایا کہ ہان ترجمون کی کثرت تو اٹھارہوین
صدی ہی مین ہوئی ہے پر اٹھارہوین صدی سے بیشتر بھی آخر کیقدر ترجمے تھے ہی۔ سو یہ
جواب کیا ہے اعتراض کی صحت کا اقرار ہے۔ اسکے بعد مرزا موحد صاحب جالندھری جو ایک مرد
مہذب ہین اور فن مناظرہ اہل کتاب مین عمدہ دستگاہ رکھتے ہین کھڑے ہوئے اور پادری صاحب
سے یہ پوچھا کہ انجیل کی اشاعت جسکا آپ نے دعویٰ کیا ہے اُس سے کونسی اشاعت مراد ہے
روحانی یا جسمانی شاید یہ غرض ہوگی کہ اگر اشاعت جسمانی مراد ہے تو وہ تمہارے نزدیک مسلم
نہین بموافق خیالات پادریان حضرت عیسے علیہ السلام کے دین مین احکام جسمانی کا پتہ ہی نہین
اور اگر اشاعت روحانی مراد ہے تو اُسکا بھی نصرانیون مین کہین نشان نہین اگر عیسائیون
مین حضرت عیسے علیہ السلام کا روحانی اتباع ہوتا تو موافق ارشادات عیسوی عیسائی ضرور
اُس قسم کے کام کرسکتے جو حضرت عیسے علیہ السلام کرسکتے تھے۔ پادری صاحب نے ایسا یاد
پڑتا ہی کہ اشاعت روحانی کا اقرار کیا پھر یاد نہین مرزا موحد صاحب نے کیا فرمایا۔ اسکے بعد
اہل اسلام کے وعظ کی نوبت آئی۔ اس کام کو اور صاحبون نے مولوی محمد قاسم صاحب کے
سپرد کیا گو بوجوہ چند مولوی صاحب کا ارادہ نہ تھا کہ خود کچھ کلام کیجے مگر سب نے یہی کہا تو
کھڑے ہو کر اوّل خدا کی تعریف اور اپنے عجز و نیاز کے مضامین اور کلمہ شہادت جو اکثر اہل اسلام
کے خطبون کے شروع مین ہوا کرتے ہین بیان فرمائے۔ اُسکے بعد ایک تقریر بیان فرمائی جسکا حاصل
یہ تھا کہ مذہب کی بھلائی برائی اور حقانیت عقائد کی بھلائی برائی پر موقوف
ہے احکام کی بھلائی برائی کو اُس مین دخل نہین کیونکہ بحیثیت حکومت حاکم کو ہر قسم کے
احکام کا اختیار ہوتا ہے اگر ہر قسم کے احکام کا اختیار نہ ہوا کرے یعنی ہر قسم کے احکام اُس سے
بمقابلہ رعیت و محکومین صادر نہو سکین تو وہ حاکم نہین محکوم ہے برے احکام کی تخصیص بحیثیت
عدل و انصاف و رحمت و فضل و متانت و حکومت وغیرہ اوصاف جلیلہ ہوتی ہے بنظر حکومت
نہین ہوتی اور ظاہر ہے کہ بناء معبودیت فقط حکومت پر ہے عبادت اطاعت اور نیاز قلبی کو

کہتے ہین۔ بشرطیکہ اُسکے سامنے ہو جسکو اپنے اعتقاد مین ہرطرح سے مختار اور اور وُنکو اُسکے سامنے
محض بے اختیار سمجھے سو ظاہر ہے کہ اسی کو حکومت کہتے ہین۔ غرض منشاء معبودیت معبود حقیقی اُسکی
وہ حکومت عالیہ ہے جسکے سبب وہ احکم الحاکمین کہلایا اس صورت مین اُسکا تجسس کہ یہ حکم اچھا
ہی یا بُرا ہی مقتضاء اخلاص عبادت نہین گو اُسکا کوئی حکم مخالف رحمت و حکمت وغیرہ اوصاف مشار الیہا
نہو اگر تجسس ضروری ہی تو اس بات کا تجسس ضروری ہے کہ یہ حکم خدا تعالے کا حکم ہی کہ نہین یعنی یہ
بات دیکھنی چاہیئے کہ جس مدعی نبوت و رسالت کے وسیلہ سے یہ حکم ہم تک پہونچا ہی اس مین اخلاق
و افعال پسندیدہ اور معجزات خارقہ پائے جاتے ہین یا نہین پھر اگر وقت ارشاد احکام ہمکو اُسکی زیارت
میسر نہین آئی تو جس روایت سے یہ احکام پہونچے وہ روایت معتبر اور مقرون بشرائط اعتبار ہی کہ نہین
علاوہ برین احکام کی کوئی انتہا نہین ہر ہر حکم کی تحقیق کیجے تو ایک زمانہ دراز چاہیئے پندرہ منٹ کے
عرصہ مین یہ بات متصور نہین ہان فقط عقائد پر اگر حقیت مذہب کو موقوف رکھا جائے تو بجا ہے کیونکہ اول تو
عقیدہ ایک قسم کی خبر ہوتا ہے اگر صحیح عقیدہ ہے تو یون کہو مطابق واقع ہے اور غلط ہی تو یون کہو ایک
جھوٹی بات ہی سو خدا کی حکومت اور اُسکا احکم الحاکمین ہونا اور وہ باتین جو حکومت کو لازم ہین اگر مسلم
ہونگی تو اُسکا معبود ہونا بھی مسلم ہوگا ورنہ معبود ہونا ہی مسلم نہوگا جو بندون کے ذمہ اطاعت لازم ہو پھر
اُسپر عقاید ضروریہ ہر مذہب مین دو چار ہی ہوتے ہین ایسا لمبا چوڑا قصہ نہین ہوتا جسکی تحقیق دشوار ہو
مگر عقائد کی رو سے دیکھیئے تو مذہب اسلام سارے مذہبون سے عمدہ معلوم ہوتا ہی اہل اسلام کا پہلا عقیدہ
جسپر بناء اسلام ہے یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) جسکے یہ معنی ہین کہ سوائے
اللہ تعالے کے اور کوئی لائق عبادت نہین اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے
ہین سو اول جملہ جسکا خلاصہ توحید ہے کسی ملت اور مذہب والون کو اُس سے انکار نہین زیادہ تر
منکر توحید مشرک ہوتے ہین اُن مین سب مین بڑھکر تین فرقے ہین ایک تو جاہلان عرب یعنی قبل بعثت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو لوگ عرب مین تھے دوسرے ہنود ملک ہند تیسرے عیسائی لوگ جاہلان
عرب کی سُنیئے باوجود کثرت شرک و بت پرستی خالق زمین و آسمان ایک خدا ہی کو سمجھتے ہین چنانچہ قرآن شریف

ہین اُنکے حال مین فرماتے ہین لئن سالتہم من خلق السمٰوات والارض لیقولن اللہ - جسکے یہ معنی ہین کہ
اگر اُن سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانون اور زمینون کو تو یون ہی کہین کہ اللہ نے اور ہنود کی
کیفیت پوچھیے تو اُنکو بھی ایسا ہی سمجھیے وہ گو بت پرست اور اوتارون کے پوجنے والے ہین پر جو بنی سر رب
اور نرنکار ایک ہی کو کہتے ہین - رہے نصرانی وہ اگرچہ شرک مین سب سے اول نمبر ہین اور مشرک تو مشرک
صفات ہین پر نصرانی مشرک ذات ہین یعنی ذات کے مرتبہ مین تین خداؤن کے قائل ہین لیکن
باینہمہ توحید کو اُنہون نے بھی ہاتھ سے نہین چھوڑا وہ کہتے ہین کہ جیسے ہمارے نزدیک حقیقت مین
تین خدا ہین ویسے ہی وہ تینون حقیقت مین بھی ایک ہی ہین القصہ اس امر محال کو اختیار کیا کہ وحدت
بھی حقیقی ہو اور کثرت بھی حقیقی ہو مگر پھر بھی توحید کو ہاتھ سے نہ چھوڑا - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ توحید
کسیکو انکار نہین بلکہ اصل اصول سب کے نزدیک توحید ہی ہے اور جب توحید مسلم اور اصل ٹھیری تو پھر جو
باتین مخالف توحید ہونگی وہ خود غلط ہونگی یعنی شرک اور بت پرستی اور کثرت معبودان اپنے آپ غلط ہونگی
علاوہ برین عقل سلیم بھی اسپر شاہد ہے کہ معبود حقیقی ایک ہی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ تمام عالم وجود مین شریک ہے
ایک لفظ موجود سب پر بول سکتے ہین اور سب کے وجود کو وجود ہی کہتے ہین کچھ اور نہین کہتے غرض ایک
چیز سب مین مشترک ہے پھر اُسپر عالم کا یہ حال ہے کہ اکثر موجودات قدیم نہین حادث ہین ایک زمانہ مین
موجود نہ تھے اور بعد وجود ایک زمانہ مین معدوم ہو جاتے ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اُن اشیاء
کا وجود ایسا ہی جیسا گرم پانی کی حرارت اور زمین کی روشنی یعنی ایک زمانہ مین پانی ٹھنڈا اور زمین
بے نور تھی اور بعد حرارت و نور پھر ایک زمانہ مین وہی ٹھنڈک اور اندھیرا ہے سو جیسے اس آمد و شد
حرارت و نور سے ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ حرارت و نور آب و زمین کے خانہ زاد نہین کسی سے مستعار ہین
جسکے یہ خانہ زاد ہین اور اس پتہ پر آخر آتش اور آفتاب کا سُراغ نکل آتا ہی ایسا ہی بوجہ آمد و شد
وجود اشیاء حادثہ یہ سمجھ مین آتا ہے کہ وجود انکا خانہ زاد نہین کسی نے مستعار عنایت کیا ہی اُسمین
یہ وصف خانہ زاد ہی مستعار نہین اور جو موجودات ایسے ہین کہ ہمیشہ سے ایک حال پر چلے آتے ہین
اور کسی نے آج تک اُنکا زمانہ عدم نہین دیکھا جیسے زمین آسمان آفتاب قمر کواکب لوگو بظاہر

اس تقریر سے انکے لیے کسی اصلی وجود کا بنا نہین لگتا پر غور سے دیکھیے تو وہان بھی یہی بات بیان ہی
وجہ اسکی یہ ہے کہ باوجود اشتراک وجود ہر ایک کی حقیقت کو ہر کوئی جدا سمجھتا ہے پر نہ ہو تو ایک کو دوسرے
سے تمیز نکر سکتے اسلیے خواہ مخواہ یہ کہنا پڑیگا کہ وجود اور چیز ہے اور اشیاء مذکورہ کی حقیقت اور چیز ہے
اور ظاہر ہے کہ دو چیزون کا جیسا اجتماع ممکن ہے ایسا ہی اُنکا افتراق بھی ممکن ہی اور جدائی ممکن ہوئی تو
پھر خانہ زادی کہان ناچار ہو کر یہی کہنا پڑیگا کہ انکا وجود بھی مستعار ہے مگر چونکہ ہر مستعار چیز کے لیے
ایک ایسے دینے والے کی ضرورت ہے جسکے پاس کسی کی دی ہوئی نہو بلکہ اصلی ہو تو بالضرور وجود
مستعار کے لیے بھی کوئی دینے والا ہوگا یعنے وجود کے لیے کوئی موصوف اصلی ہوگا جو خود بخود موصوف
بالوجود یعنے موجود ہو سو وہی خدا ہے اور اُسی کو بے نیاز مطلق کہنا چاہیے اُسکو کسی کی حاجت نہین
اور سب کو اُسکی حاجت ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کا موجود سوا ایک کے متصور نہین وجہ اسکی
یہ ہے کہ جب وجود کی وحدت مانی گئی چنانچہ اوپر معروض ہو چکا تو موجود اصلی بھی یعنے جسکے حق مین
وصف وجود خانہ زاد ہو ایک ہی ہوگا علاوہ برین وجود سے زیادہ کوئی عام نہین اس لیے اس بات کا
اقرار ضروری ہے کہ وجود ایک امر غیر محدود ہے ورنہ محدود ہو تو اُس کے اوپر ضرور ایک مرتبہ نکلیگا
جسکی نسبت اسکو محدود کہین اور وہ اس سے بھی زیادہ عام ہو مگر وجود غیر محدود ہوگا تو یہ معنے
ہونگے تمام مواقع وجود کو محیط ہے پھر اگر دوسرا بھی ایسا ہی ہو تو وہ کہان جائے یہ بھی احتمال
نہین کہ دو ہون پر دونون ملکر ایسی طرح شدید ہو جائین جیسے دو چراغ کا نور ملکر زیادہ تر چمک کا
باعث ہو جاتا ہے کیونکہ موصوف اصلی سے زیادہ اور کوئی موصوف نہین ہو سکتا نہ اسکے وصف
سے زیادہ کسیکا وصف ہو سکے خاص کر وجود اصلی کیونکر اُس سے اوپر کوئی مرتبہ نہین اسیوجہ سے
وہ غیر محدود ہوا ورنہ محدود ہوتا آخر یہ بھی ایک صد ہے کہ اس سے زیادہ شدید ہو سکتا ہی بالجملہ بروے
دلیل عقلی بھی خدا کی وحدانیت ضروری التسلیم ہے اور جب عقل و نقل دونون اس بات پر شاہد ہون
کہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے تو پھر اورون کی عبادت ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اسکا مستحق اس صورت مین
سوا اُسکے اور کوئی نہین ہو سکتا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب کارخانہ وجود سب اُسکی ذات

واقعی طور خدا تعالیٰ

سے تعلق ہوا تو اُسکا دینا لینا اوسیکا کام ہوگا جیسے آفتاب ہے زمین کو نور عطا کرتا ہے اور وہی چھین لیتا ہے ایسے ہی خدا وحدہ لاشریک لہ بھی وجود کا دینے لینے والا ہوگا اور ہر کسی کی ذات وصفات کا وجود اُسی کی عطا ہوگا اور ہر ایک کا عدم اسی کیطرف سے ضبطی وجود سمجھا جائیگا اور ظاہر ہے کہ اطاعت کا باعث یہی نفع کی امید یا نقصان کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔ نوکر اپنے آقا کی خدمت تنخواہ کی امید پر کرتا ہے اور رعیت اپنے حاکم کی اطاعت یا مظلوم ظالم کی تابعداری نقصان کے اندیشہ سے کیا کرتا ہے۔ خداوند عالم مین جب یہ دونون قدرتین بدرجۂ تمام موجود ہوں تو پھر اُسکی اطاعت نہ کی جاوے تو اور کسکی کیجاوے اور سوا اُسکے اسی طرح اور کسی کی اطاعت کیجاوے تو کیون کی جاوے اور کون ہے جسکو نفع یا نقصان کا اصل مین اختیار ہو یہ اختیار تو جب ہو جبکہ وجود خانہ زاد ہو ہان اُسکے نائبون کی تابعداری یعنی اُن لوگون کی اطاعت جو اُسکے حکم سناتے ہین خود اُسی کی اطاعت ہے وہ محض پیغام رسان ہین اور سب احکام اسی کے ہین اس صورت مین سوا خدا کے اورون کی عبادت جیسے ہنود و نصاریٰ کرتے ہین بالکل خلاف عقل و نقل ہوگی۔ اسکا مستحق سوا خدا تعالےٰ کے اور کوئی نہین ہوسکتا خاص کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور سری رام اور سری کرشن کو معبود کہنا یون بھی عقل مین نہین آسکتا کہ وہ کھانے پینے کے محتاج تھے پاخانہ پیشاب مرض اور موت سے مجبور تھے۔ خدا تعالیٰ وہ ہوگا جو ہر طرح سے غنی اور بے نیاز ہو محتاج اور مجبور اور وہ بھی ایسی ایسی چیز و نکے سامنے جیسے پاخانہ پیشاب خدا نہین ہوسکتا۔ اسپر پادری نوَلس صاحب اثناء تقریر مذکور مین کھڑے ہوکر مولویصاحب سے فرمانے لگے۔ آپ پاخانہ پیشاب کا لفظ نہ فرمائین مولوی صاحب نے کہا آپ کو احتمال توہین ہوا اگر اس لفظ مین ایماء توہین ہوتا تو ہم ہرگز نہ کہتے حضرت عیسےٰ کی توہین بھی ہمارے نزدیک مثل توہین حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم موجب کفر وارتداد ہے۔ مولوی محمد طاہر عرف موتی میان صاحب نے فرمایا آپ پاخانہ پیشاب نہ کہیئے بول و براز کہیئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا بہتر یون ہی سہی۔ خیر مولوی صاحب نے فرمایا جو ایسا محتاج و مجبور ہو اُس مین خدائی کہا۔ تیسر نصاریٰ کا یہ قول کہ خدا تعالیٰ تین ہوکر بھر ایک ہے

ایسا ظاہر البطلان ہے کہ کسی عاقل کی عقل اسکو تجویز نہین کرسکتی یہانتک کہ خود نصاریٰ بھی بر وے
عقل اور ون ہی کے ہمصفیر ہین اگر کہتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ منجملہ اسرار خداوندی ہے ہماری عقول
ناقصہ مین نہین آسکتا مگر جب یہ معلوم ہوگیا کہ مستحق عبادت بجز خداوند وحدہ لاشریک اور کوئی نہین
تو اور سنیئے عبادت بمعنی اطاعت ہے اور اطاعت دوسرون کی رضا کے موافق کام کرنیکو کہتے ہین
پر دوسرے کی رضا و عدم رضا بے اُسکے بتلائے معلوم نہین ہوسکتی اگر وہ خود کسیطرح اظہار نکرے تو پھر
اُسکے ظہور کی کوئی صورت نہین ہم باوجودیکہ جسمانی ہین کثافت ہماری ذات کے ساتھ ہے ہمارا
مافی الضمیر اور ہماری رضا غیر رضا کی بات تو بے ہمارے اظہار کے ہو ہی نہین سکتی خواہ سینے سے
سینہ ملادین خواہ دل کو چیر کر دکھادین خداوند عالم جو لطیف اور خبیر ہے اُسکے مافی الضمیر اور اُسکے
دل کی بات کو بے اُسکے بتلائے کوئی کیا جانے . غرض اطاعت خداوندی کیلئے اسکی ضرورت ہے
کہ وہ خود اپنے احکام سے مطلع فرمائے عقل نارسا سے اس بات مین کام نہین چل سکتا کیونکہ اگر
بالفرض ہزار باتون مین سے کسی ایک بات کی بھلائی برائی ہزارون مین سے کسی ایک دو کو معلوم
بھی ہوجاے تو کیا ہوا اُسکی خود مختاری سے یہ کیا بعید ہے کہ وہ اپنے احکام مین ان باتون کا پابند
نرہے اگر کسی بات کی تخصیص بوجہ کسی مجبوری کے ہے تو حاکم نہین محکوم ہے اور محکوم کی خدائی
اور معبودیت معلوم اور مجبور نہین تو اختیار تغیر و تبدل احکام ضروری ہوگا جس سے حسن و قبح کی پابندی
نرہیگی بالجملہ دربارہ احکام انتظار اظہار خداوندی ضرور ہے مگر جب سلاطین دنیا اپنے احکام بذات خود
ہر مکان و ہر دوکان پر جا کر ہر کسیکو نہین سُناتے وہ خداوند احکم الحاکمین جسکی شوکت اور حکومت کے
سامنے سلاطین دنیا کی حکومت اور شوکت کو کچھ نسبت ہی نہین کیونکر ہر کسی سے کہتا پھریگا جیسے
بادشاہان دنیا اپنے مقربون سے اپنے احکام کہا کرتے ہین اور وہ اور ونکو پہونچا دیا کرتے ہین خداوند
کریم بھی اپنے احکام اپنے مقربون کے ذریعہ سے اورون کو پہونچائیگا ۔ مگر جیسے یہاں کے بادشاہون
کے مقرب وہی ہوتے ہین جو بادشاہونکی موافق مرضی خیر خواہ ہوتے ہین اور بجز اطاعت ہے
سرتابی بھی اُن مین نہین ہوتی ورنہ مقرب نہ رہین معتوب ہوجائین ایسے ہی خدا تعالیٰ کے مقرب

ضرورت احکام خداوندی

بھی وہی ہمسر ہو سکتے ہین جو سراپا اطاعت ہون اور شائبہ انحراف بھی اُن مین نہو اتنا فرق ہے کہ
بادشاہان دنیا کو موافق مرضی اور خیرخواہ اور سراپا اطاعت وغیرہ کے سمجھنے مین غلطی بھی ہوجاتی ہے
اسلیئے عزل ونصب وعتاب وعنایت ہوتی رہتی ہین اور خداوند علیم وخبیر سے کسی بات کے سمجھنے
مین غلطی نہین ہوسکتی ورنہ اُسکے علم کو دربارہ توضیح حقیقت ایسا کہنا پڑیگا جیسا قمر کو آفتاب
کے نور سے بوجہ نقصان بہت باریک چیزین اور باریک فرق محسوس نہین ہوتے ۔ اور ظاہر ہے کہ
جسکا وجود کامل ہو اُسکی کسی بات مین نقصان متصور نہین ورنہ وجود مین نقصان لازم آئیگا کہ
جب اُسکا علم کامل ہوا اور اس وجہ سے اوسکو کسی کے موافق مرضی اور ظاہر و باطن مطیع سمجھنے مین
غلطی ممکن الوقوع نہوئی تو جنکو اُس نے اپنا مقرب بنایا ہوگا اُنکا معزول ہونا اور اپنے عہدۂ احکام ربانی
سے موقوف ہوجانا بھی خلاف عقل ہوگا ۔ الحاصل انبیا مین کوئی ایسی بات نہوگی جو ناپسندیدہ
خداوندی ہو اور ظاہر ہے کہ اس صورت مین اُنکے تمام اخلاق حمیدہ کا ہونا اور تمام قواء علمیہ کا گزیدہ
ہونا لازم آئیگا جس سے اُنکی معصومیت کا اقرار کرنا پڑیگا کیونکہ جب بُری صفت ہی نہین اور فہم کامل ہے
یعنی قوت علمیہ اچھی ہے تو پھر اعمال ناشایستہ کے صادر ہونے کی کوئی صورت ہی نہین ہر فعل کے صادر
ہونیکے لیے ایک قوۃ یعنی ایک صفت کی ضرورت ہے دیکھنے کے لئے بینائی چاہیئے سُننے کے لیے شنوائی چاہیے
ایسے ہی اچھے اعمال کے لیے اچھی صفت کی ضرورت ہے اور بُرے کے لیے بُری صفت کی حاجت جب
بُری صفات سے وہ لوگ مبرا ہوئے تو بُرے افعال سے بدرجہ اولی معصوم ہونگے مگر جب سراپا اطاعت یعنی
ہر طرح سے محکوم ہوئے تو پھر اُنکو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے طور پر جسے چاہین بخشدین جسے چاہین عذاب دینے لگین یہ اختیار
ہو تو محکوم نرہین حاکم ہوجائین ہان یہ بات البتہ متصور ہے کہ وہ کسیکے لیے دعا کسیکے لیے بددعا کرین کسیکے
حق مین کلمۃ الخیر کسیکے حق مین بُرا کلمہ کہین مگر جب وہ اس طرح سے مقدس مانے گئے تو وہ اپنے خیرخواہونکے خیرخواہ
ہی بنینگے بدخواہ نہونگے کلمۃ الخیر ہی کہین گے کوئی بُرا کلمہ نہ کہینگے سو اسیکو ہم شفاعت کہتے ہین الغرض رسولون
اور پیغمبرونکی شفاعت ممکن ہے پر حضرت عیسے کا کفارہ ہوجانا ممکن نہین یعنی یہ بات جو عیسائیونکے اعتقاد مین
جمی ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتیونکی طرف سے ملعون خدا ہوگئے نعوذ باللہ اور تین دن اُنکی عوض جہنم مین رہے

ہرگز قرین عقل نہین کیونکہ محبوب مین وجہ محبت اور عدو مین سبب عداوت چاہیئے مرحوم مین باعث رحمت اور
ملعون مین موجب لعنت ضرور ہی یہ نہین ہو سکتا کہ حسن تو کسی مین نظر آوے اور محبوب کسیکو بنائیے اطاعت تو کسی مین
نظر آئے اور رحمت کسی اور پر کرین یعنی خوش کسی اور سے ہوجائین بد منظر تو کوئی اور ہو اور نفرت اور ہیبت
اُس سے ہو جسمین حسن خداداد نظر آئے اور ناخوشی کی باتین تو کوئی اور کرے اور لعنت اُسپر ہو یعنی ناخوش اُس سے
ہوجائین جو ہر طرح سے مطیع ہو سو یہی ہمارا عقیدہ ہو کہ کوئی کسی کی اطاعت کا مستحق نہین اور کوئی کسیکے
گناہ کا مجرم نہین۔ القصہ اعتقاد کثرت معبودان اور اعتقاد کفارہ دونون مخالف عقل ہین اور دونون
سراسر باطل ہین پھر اسپر کثرت معبودون کے ساتھ وحدت کا اعتقاد تو کسی کے نزدیک قابل تسلیم نہین
چھوٹے سے لیکر بڑے تک اور بوڑھے سے لیکر جوان اور لڑکے تک اہل عقل کامل العقل ہون یا ناقص العقل
یہانتک کہ خود نصاری بھی بروے عقل وحدت اور کثرت حقیقی کا اجتماع منجملہ محالات سمجھتے ہین ہر عاقل
کی عقل کو بے دلیل یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے اور جو بات عقل کو بے دلیل غلط معلوم ہوتی ہو یعنی اُسکے
غلط سمجھنے مین عقل کو دلیل کی حاجت نہو دلیل کا بیچ مین واسطہ نہ ہو تو پھر اُسکے اثبات کی ایک کیا
ہزار دلیلین بھی ہون تو کیا ہوا ہرگز مثبت مدعا نہین ہو سکتین اور ہون تو کیونکر ہون شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جو بات بے واسطہ غلط نظر آئے وہ مثل دیدہ ہے اور جو بات بروے دلیل صحیح کہی جائے وہ مثل شنیدہ
ہے اور اُسکی ایسی مثال ہے جیسے قریب غروب کوئی عالم فاضل ریاضی دان اپنے فنون مین یکتا
روزگار بوسیلہ جیبی گھڑی یون کہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ایک جاہل کندۂ ناتراشیدہ کہین
اونچے پر کھڑا ہوا اپنی آنکھون سے دیکھے کہ آفتاب کا کنارہ ہنوز باہر ہے تو جیسے یہ شخص باوجودیکہ اپنی
جہل اور اُسکے علم وفضل کا معتقد ہو اور گھڑیون سے اوقات شناسی اور اُنکی غلطی اور صحت
کو نہ جانتا ہو پھر بھی اپنے مشاہدہ کے سامنے اُس عالم کے قول مدلل کو نہین مانتا اور ایک عالم کا
کیا ہزار عالم بھی ملکر بوسیلہ جیبی گھڑی غروب کا دعویٰ کرین تب بھی سب کو غلط کہتا ہے۔
ایسے ہی عقل حقیقت مین اپنے اس علم کے سامنے جو بے واسطہ بمنزلہ مشاہدہ لیسے مضامین
کے محال ہونے کی نسبت حاصل ہو اُن مضامین کو جو بوسیلہ ذہن مین آئین اگرچہ بڑے بڑے

دانشمند اُس طرف ہون غلط سمجھے گی۔ غرض جیسے وہ شخص گھڑی کی بات کو غلط سمجھتا ہے اور خود گھڑی کی نسبت کہتا ہے ہونہ ہو یہی غلط ہے میرا مشاہدہ غلط نہین گو یہ نہ جانے گھڑی مین کیا غلطی ہے اکیا نقصان ہے ایسے ہی عقل عام و خاص اپنے مشاہدہ استحالہ کے سامنے انجیل کے دعوے تثلیث کو اگر بالفرض اسکے کسی ایسے فقرہ سے نکلتا ہو جس مین احتمال الحاق بھی نہ ہو چہ جائیکہ بیقین الحاق ہرگز قبول نہ کریگی بلکہ خود انجیل ہی کو غلط کہے گی اور یہ کہے گی کہ ہونہ ہو اس مین غلطی ہے گو یہ نہ جانے کہ کہان کہان غلطی ہے ہان بعض مضامین ایسے ہوتے ہین کہ استحالہ تو معلوم نہ ہو پر اُنکی حقیقت بھی کچھ معلوم نہو بلکہ اُن کی حقیقت مین حیران ہو مولوی محمد قاسم صاحب اس قسم کی تقریر فرما رہے تھے جو پادری صاحب نے اطلاع کی کہ پندرہ منٹ ہوچکے۔ تقریر مذکور کے ناتمام رہ جانے کا اہل اسلام کو افسوس ہو رہا۔ مولوی صاحب کے کہنے سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کو محالات اور متشابہات مین فرق بتلانا منظور تھا کیونکہ متشابہات تو مثل ذات وصفات خداوندی اور ارواح بنی آدم وغیرہ معلوم الوجود مجہول الکیفیت ہوتی ہین عقل کو ان سب کے حقایق کے دریافت کرنے مین حیرت ہوتی ہے اور محالات کے علم مین حیرت نہین ہوتی بلکہ علم عدم اور علم استحالہ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ علم عدم اور عدم علم مین زمین آسمان کا فرق ہے حاصل تقریر مولوی صاحب تو ہو چکا۔ آگے سنئے مولوی صاحب تو بیٹھے اور پادری صاحب اُٹھے یہ فرمایا کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کے مسائل کچھ بیان نہ فرمائے ہمارے مذہب پر اعتراض کر دیے۔ غرض اعتراض کیا تو یہ کیا مضامین پر کچھ اعتراض نہ ہو سکا اسکے جواب مین مولوی صاحب کے اُٹھنے کی تو نوبت نہ آئی جناب مولوی احمد علی صاحب ساکن نگینہ وکیل عدالت شاہجہانپور کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا یہ ہین اپنے مذہب کی فضیلت ہے کہ اور مذہبون مین یہ عیب ہین اور ہمارے مذہب مین ان عیوب مین سے ایک بھی نہین اسکے بعد بعض دیسی پادریون نے کھڑے ہو ہو کر سب اہل جلسہ کے کان کھائے۔ منجملہ پادریان مذکورہ مولا داد خان نام ایک پادری نے ایک مہمل تقریر جس سے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم

کی نسبت گستاخی ٹپکتی تھی شروع کی اور یہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ پادریون کا قاعدہ ہے کہ مسلمانون
سے دامن چھڑانے کو گستاخانہ پیش آتے ہین۔ مسلمان چونکہ ایسی باتون سے گھبراتے ہین اور جواب ترکی
بترکی دے نہین سکتے حضرت عیسی علیہ السلام اور حوارین اور انبیاء سابقین علیہم وعلی نبینا الصلوۃ والسلام
اگر انکے نزدیک برے ہوتے تو اس چال چل سکتے ناچار ہو کر زبان کا جواب ہاتھ سے دینے کو تیار ہوتے
ہین جس سے پادریون کو اس بات کا موقع مل جاتا ہے کہ مسلمانون کو جواب نہین آتا لڑنیکو دوڑتے
ہین یا خاموش ہوکر طرح دیتے ہین جس سے پادریون کا کام بن جاتا ہے غرض انصاف کو بغل مین
مار خوف خدا کو طاق مین رکھ بے ادبانہ پیش آتے ہین۔ سو مولی داد خان مذکور بھی اسی چال چلے نقل کفر
کفر نباشد یہ سمجھکر بدشواری حاصل تقریر مولاداد خان مذکور لکھتا ہون ورنہ زبان کو ہلاتا ہون تو ہلتی
نہین قلم کو اٹھاتا ہون تو اٹھتا نہین۔ اس تقریر ناپاک کا حاصل یہ تھا جیسے مسلمانونکے نبی نے
دعوے کیا ہم بنگیون کللال گرد بھی ایسا کہتا تھا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے
بعد جو آئین گے چور اور بٹ مار ہونگے لیئے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے بعد عیسی علیہ السلام کوئی ہادی
نہ آئیگا جناب امام فن مناظرۂ اہل کتاب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے اسکے جواب مین یہ فرمایا
وہ پادری صاحب ساری عمر انجیل پڑھی پھر بھی یہ خبر نہین کہ انجیل مین کیا ہے انجیل مین یہ نہین
جو میرے بعد آئینگے چور اور بٹ مار ہونگے بلکہ انجیل مین یون ہے جو مجھ سے بیشتر آئے وہ چور اور بٹ مار
تھے۔ اسنے اپنے قول پر اصرار کیا جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے فرمایا اچھا انجیل منگاؤ
اسپر پادری نولس صاحب نے فرمایا بھائی سے غلطی ہوئی مولوی صاحب صحیح فرماتے ہین۔ مگر جس
لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ بمنزلہ مضارع دو معنے کے لئے آتا ہے بیشتر اور بعد دونون اسکے معنے ہوتے ہین
جناب مولوی ابو المنصور صاحب نے فرمایا اصل لفظ عبری۔ اگر دونون معنون کے لئے ہے
تو کیا ہو الفظ بیشتر تو دونون معنون کے لیے نہین۔ غرض بالفرض اگر اصل لفظ دونون معنون
کے لیے موضوع بھی ہو تو کیا فائدہ بیشتر کے لفظ سے ترجمہ کرنا خود اس بات پر شاہد ہے کہ بدلیل
سباق وسیاق بعد مراد نہین بیشتر مراد ہے اسپر پادری مولاداد خان کھونے ایسی مونہہ کی کھائی

کہ پھر سر نہ ابھارا اور تا اختتام مناظرہ پھر لب نہ ہلائے باقی زجر و توبیخ کی بوچھاڑ اور لفع مین رہی
مسلمانون نے تو کیا ہنود بھی برا بھلا کہتے تھے چنانچہ ایک ڈپٹی صاحب ہنود مذہب جنکا نام غالباً
اجودھیا پرشاد ہے کھڑے ہوئے اور اس مضمون کو دیر تک بیان کرتے رہے کہ کیسے پیشوا ونکو
برا نہ کہنا چاہئیے۔ پادری صاحب یہ کہتے تھے بھائی کی یہ غرض نہ تھی کہ توہین کیجے مگر اہل اسلام کو
درصورت تسلیم صحت معنی لعبد بھی کچھ دشواری نہ تھی۔ اول حضرات حوارین چور اور بٹ مار بنتے
جب کہین کسی اور کی طرف دیکھنے کی نوبت آتی بہرحال لفظ پیشتر کہئیے یا لفظ لعبد پادریون کو ہر طرح
دشواری ہے ایک صورت مین پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار ہے اور ایک صورت مین حواریونکی بیان
کا انکار۔ القصہ جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے جب پادری مذکور کی غلطی پکڑی اور
پادری نوس صاحب نے اسکی تصدیق کی تو باین نظر کہ پادری مولاداد خان مذکور کی غرض
اپنی غلط بیانی سے ابطال نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ بیبل منظور تھا بذریعہ بیبل
ہی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت مین کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی جناب مولوی
سید ابو المنصور صاحب نے چند پیشین گوئیان بہ نسبت نبوت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم
تورات مین سے نکالکر پیش کین منجملہ انکے وہ پیشین گوئی بھی تھی جس مین حضرت موسی علیہ السلام
کو خطاب کر کے یہ ارشاد فرماتے ہین کہ تیرے بھائیون مین سے تجھ جیسا ایک نبی پیدا کرونگا اور اسکے
منہ مین اپنے کلام ڈالونگا۔ اور اس پیشین گوئی کے بعد یہ فرمایا کہ فیمابین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت موسی علیہ السلام چالیس باتون مین مماثلت ثابت کرسکتا ہون بس بعذر تو سوا
تقاریر مرقومہ فیمابین اہل اسلام و نصاری اور کوئی گفتگو قابل تحریر نہین البتہ یہ بات قابل تحریر ہے کہ
پادری نوس صاحب اور کوئی شخص لایق گفتگو عیسائیون مین سے نہ تھا۔ اورون کو تقریر کی نسبت
اگر یون کہئیے کہ قالب الفاظ مین ابھی معانی ڈالنے کی نوبت نہ آئی تھی اور الفاظ ہی سے خانہ پری اوقات
کرتے تھے تو البتہ ایک عذر معقول ہے نو بجے سے یہ جلسہ شروع ہوا تھا۔ اور دو بجے یہ جلسہ برخاست ہوا اہل اسلام
نے اول نماز پڑھی پھر کھانا کھایا اور باہم ایک دوسرے کی تقریر کی خوبی کا ذکر ہوتا رہا اور افضال

خداوندی کو یاد کر کے اُن تقریرون کے مزے لیتے رہے اور شہر مین اور اطراف مین یہ شہرت
اڑ گئی کہ مسلمان غالب رہے چنانچہ اسیوجہ سے دوسرے دن اور بہت شائق آ پہونچے۔ القصہ اُس روز
سب کو یہی ذکر و شغل تھا زبان و کان دونون اسی قصہ و کہانی مین مصروف تھے مولوی محمد قاسم
صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ اب گونہ اطمینان حاصل ہو گیا۔ مجمع پادریون مین کوئی اس قابل نہین
معلوم ہوتا کہ جس سے بظاہر کچھ اندیشۂ خاطر پیدا ہو وہان انکی بے انصافی سے تو دل افسردہ ہوتا ہے
بعدہ مولوی صاحب نے واعظین کو فرمایا کہ میلہ مین متفرق ہو کر وعظ بیان کرنا چاہیے۔ چنانچہ واعظین نے
جا کر (بجز مولوی منصور علی صاحب کے) علی الاعلان منادی اسلام و ابطال عیسائیت کو بیان
کرنا شروع کیا اور قبل مغرب تک تمام میلہ مین عجیب کیفیت رہی الحمد عنایت ایزدی سے کوئی پادری
مقابل نہوا۔ خدا معلوم کہان جان چرائے پڑے رہے۔ اور مولوی صاحب ایک تحریر جو روز گئے
قریب جلدی مین لکھ کر اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے (یہ تحریر حقیت اسلام مین تھی) اور کچھ مضمون
ابطال کفارہ وغیرہ مین مولوی صاحب نے بیان فرمایا کہ اسکو بھی بقید تحریر کر لو اور کل کو
شاید موقع آ پڑے تو میری تحریر اور اس تقریر کو کھڑے ہو کر پڑھ دینا اور سوا اسکے اور بھی آپس مین صلاح
و مشورے رہے اس حالت مین عشاء کی نماز پڑھکر اور کھانا کھا کر سو رہے علی الصباح نماز صبح پڑھکر بمقتضائے

شعر علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند ◆ بلاکشان محبت بکوی یار روند

پھر مولوی صاحب نے واعظان مذکورین کو اپنے کام مین مصروف ہونے کی صلاح دی چنانچہ
ان حضرات نے میلہ مین جا کر کما ینبغی حق اسلام ادا کیا جزاہم اللہ عن جملة المومنین خیر الجزاء۔
اگرچہ بظاہر ایک امر وہمی معلوم ہوتا ہے مگر حق یہ ہے کہ اس دن اسی وقت سے کیفیت دگرگون
معلوم ہوتی تھی بہر حال ۹ بجے تک برابر وعظ درس کا شور تمام میلہ مین رہا۔ پادری لوگ بھی میلہ
مین پھرتے تھے لیکن جدھر گذر ہوتا تھا عوام لوگ یہی کہتے تھے کہ پادری صاحب ہمکو ہی
دھمکانے کو تھے اب تو کچھ بولیے اور جملہ ہنود بھی خوش تھے۔ اگرچہ انکا خوش ہونا از قبیل

جو مُوش بر سر دکان روستا خورسند تھا

[illegible]

کیفیت جلسہ دوم روز دوشنبہ ہشتم مئی سنہ ۱۸۷۶ء

۷ بجتے ہی خیمہ گفتگو کیطرف سب مناظران اہل اسلام اور سوار آ نکلے اور مشتاقان گفتگو روانہ ہوئے
دیکھتے کیا ہین خیمہ مین چند کرسیان خالی ہین باقی سب پر آدمی ہی آدمی تھے یہ سمجھکر کہ شاید پھر جگہ نہ ملے
شوق گفتگو مین پہلے ہی سے اکثر صاحب آ بیٹھے تھے اسپر بھی آدمی گھسے چلے آتے تھے اور سوا
اُنکے اور عوام خیمہ کے گرد تھے آدمی پر آدمی گرتا تھا سیاہیا الناس اگر نہ روکتے تو سب اندر ہی پہونچتے
جگہ ملتی یا نہ ملتی اس لیے مہتممان جلسہ نے اور بہت سی کرسیان اور موندھے منگائے قریب دو سو
اڑھائی سو کرسی وغیرہ کے اُس خیمہ مین ملا ملا کر بچھائی اسپر بھی بہت سے صاحب خیمہ کے
گوشون مین اور کرسیون کی قطارون مین کھڑے بیٹھے تھے اور ہر قنات خیمہ کو جسکو بمنزلہ دیوار
خیمہ کہیے اُٹھا کر پتلی پتلی چوبون پر استادہ کیا جس سے سایہ کی وسعت ہو گئی اور بہت سے
مشتاق اُس مین آ کھڑے ہوئے مگر تسپر اُس سے باہر بھی بہت کثرت سے آدمی تھے شوق گفتگو
مین نہ لو کا خیال تھا نہ دہوپ کا دہیان جہان جہان تک آواز کے پہونچنے کا احتمال تھا آدمی
ہی آدمی تھے گرمی کا موسم تھا گرمی ہی کا وقت تھا مکان جلسہ ایک صحرا شہر سے دور سایہ کیلئے
خیمہ یا درخت آم جسکا سایہ آدھا سایہ آدھی دہوپ۔ غرض نہ تپش سے بچنے کا کوئی عمدہ سامان
نہ لو سے بچنے کے لیے کوئی مکان تسپر یہ ہجوم تھا اگر یہ خرابیان نہ ہوتین تو خدا جانے کسقدر انبوہ
ہوتا خیر جب آدمی ٹھکانے سے بیٹھ گئے اور اہلِ جلسہ ہر ایک کو حسب موقع بٹھا چکے تو اول پادری
نولس صاحب نے حسب قرار داد باہمی یہ بیان کیا کہ آج ہر فریق کی طرف سے گفتگو کے لیئے
پانچ پانچ آدمی منتخب ہوئے ہین کل کیطرح عام اجازت نہین وجہ اس تغیر کی یہ ہوئی بہت سے
کرسٹانون اور بعض ہنود نے مفت کی سمع خراشی سے وقت کھو دیا تھا اور اس وجہ سے جلسہ
سابق مین گونہ بے لطفی آگئی تھی اسلیے اہل اسلام پادری صاحب سے اس بات کے خواستگار
ہوئے کہ ہر کس و ناکس کا بولنا بجز سمع خراشی اور کیا مفید ہے اس سے بہتر ہے کہ ہر فریق مین
سے چند آدمی منتخب کیے جائین۔ سو پانچ پانچ آدمی اس کام کے لیے مقرر ہوئے۔ اہل اسلام مین سے

جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب معروف بہ مولوی منصور علی صاحب و مولوی سید احمد علی صاحب
و مرزا موحد صاحب یہ تین صاحب مناظرہ اہل کتاب مین بطور الزام دستگاہ کامل رکھتے تھے اور دو
علما مین سے ایک تو مولوی سید احمد حسن صاحب امروہی دوسرے مولوی محمد قاسم صاحب مگر اس
وقت بیک وجہ یہ نام انکا نہین لکھا گیا بجاے مولوی محمد قاسم صاحب حافظ خورشید حسین صاحب
لکھا گیا۔ اور پادریون مین سے۔ اول تو پادری نولس صاحب چار اور جنکے نام یاد نہین رہے
علے ہذا القیاس ہنود مین سے بھی پانچ آدمی مقرر ہوئے بلکہ بوجہ اجتماع فرقہاے چند ہنود اس بات
کے خواستگار ہوئے کہ ہمارا ہر فرقہ جدا ہے ہر ایک فرقے مین سے پانچ پانچ آدمی چاہئین چنانچہ اسی
کے موافق قرار پایا قصہ کوتاہ پادری صاحب جب بیان تغیر و تبدیل قوانین جلسہ سے فارغ ہوئے
تو اہل اسلام کی طرف سے یہ استدعا ہوئی کہ پادری صاحب کے ذمہ ہمارے کل کے اعتراض باقی ہین
بغرض اتمام کلام انکا جواب اول چاہیئے۔ پادری صاحب نے فرمایا کل کی بات کل کے ساتھ گئی
اسمین فریقین سے اصرار و انکار رہا اور اس وجہ سے بعض اہل اسلام کبیدہ ہو کر یہ چاہتے تھے
کہ اگر یہی نا انصافی ہے تو آج کی گفتگو مین اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ جسکی توقع پر بیٹھے رہئے
اس سے تو اٹھ جانا بہتر ہے مگر مولوی محمد قاسم صاحب نے انکی نہ مانی اور پادری صاحب سے
کہا اچھا یہی سہی پر خود کھڑے ہو کر باواز بلند تمام حاضران جلسہ سے یہ کہا۔ صاحبو کل کے
ہمارے اعتراضون کا جواب پادری صاحب عنایت نہین فرماتے ہمکو پادری صاحب کے انصاف
سے یہ توقع نہ تھی مگر جب نہین مانتے تو کیا کیجیے بہ مجبوری ہم صبر کرتے ہین اور تازہ گفتگو کی اجازت
دیتے ہین ادھر موتی میان صاحب سے یہ کہا کہ آپ اس بات کو لکھ لیجے۔ اسکے بعد شاید بعض اہل اسلام
نے یہ کہا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کی کل کی تقریر بوجہ کوتاہی وقت ناتمام رہ گئی تھی وہی پوری
ہو جائے پادری صاحب نے بھی شاید اسکو غنیمت سمجھا فرمایا اچھا آج اہل اسلام ہی اول بیان
کرین اس لیے اہل اسلام نے مولوی محمد قاسم صاحب کو اشارہ کیا بسم اللہ مگر گفتگو کے خیمہ مین آنے
سے پیشتر جناب قاضی سرفراز علی صاحب شاہجہانپوری جو کبھی ایک بڑے رئیس تھے غدر مین بگڑ گئے

ہین اور لیاقت علمی اور فن مناظرہ مین عمدہ مناسبت رکھتے ہین ایک تحریر لکھ کر لائے تھے اور مولوی
محمد قاسم صاحب وغیرہ کو سنائی تھی وہ تقریر تو خوب یاد نہین ناتمام سی ایک بات یاد ہی شاید اس
قسم کی بات تھی کہ حضرت عیسی علیہ السلام آئے تو یہود نے انکار کیا اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے تو یہود و نصاری دونون نے انکار کیا اس سے زیادہ افسوس کچھ یاد نہ رہا
اگر یاد رہتی تو وہ بھی ایک دلچسپ بات تھی غرض وہ تقریر باہم سنی سنائی گئی تھی اور یہ ٹھیری تھی
کہ آج بجائے وعظ جسطرح ہو سکے یہ بھی پڑھی جاے اسلیے مولوی محمد قاسم صاحب نے جناب
قاضی صاحب سے فرمایا آپ تشریف لائین اور تحریر مسطور سنائین - قاضی صاحب آگے بڑھے
مگر پادری صاحب نے پوچھا آپ بھی اُنہین پنجتن مین ہین جو اس کام کے لیے مخصوص ہوئے ہین
قاضی صاحب نے فرمایا کوئی نہین - پادری صاحب نے فرمایا پھر آپ کیون تشریف لائے ہین قاضی صاحب
نے مولوی محمد قاسم صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا انکو گفتگو کی اجازت ہے یہ مجکو اجازت دیتے ہین
پادری صاحب نے فرمایا یہی گفتگو کر سکتے ہین آپ کو اجازت نہین ہو سکتی - اسلیئے مولوی محمد قاسم
صاحب ہی کو کھڑا ہونا پڑا - اسپر جناب مولوی احمد علی صاحب وکیل عدالت نے ارشاد فرمایا آج
آپ اپنے مذہب کے فضائل ہی بیان فرمائین کسی پر اعتراض نہ فرمائین قصہ کوتاہ جناب مولوی
محمد قاسم صاحب اُس منبر کے پاس تشریف لے گئے جہان واعظ کھڑا ہو کر وعظ کہتا تھا اور نام خدا
توحید و رسالت کا ذکر چھیڑا - توحید کے متعلق جو کچھ گفتگو اس دن ہوئی وہ خوب تو یاد نہین پر یہی بر
اغلب یہ ہے کہ روز اول کی گفتگو کے قریب قریب تھی مگر ہان اسی کے ساتھ یہ بھی بیان تھا کہ
مسلمان توحید کے اوپر اس حد کو مستقیم ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مین افضل سمجھتے
ہین اور بعد خداوند عالم اُنہین کو جانتے ہین مگر باینہمہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا بھی جو آداب عبودیت
مین سے ادنے درجہ کا ادب ہے اُنکے لیے جائز نہین سمجھتے پھر اُسکے بعد ضرورت رسالت مین غالبا
وہی تقریر بیان کی کہ جو اول روز بیان کی تھی ایک تقریر بیان کی جسکا حاصل یہ ہی کہ اب اسکا
دیکھنا ضرور ہے کہ کون نبی ہی کون نہین مگر یہ بات بے تنقیح اصل و بناء نبوت معلوم نہین ہو سکتی

سو بظاہر دو احتمال ہیں مبناء نبوۃ یا تو معجزات ہوں یا اعمال صالحہ معجزات پر تو مبنی نہیں کہہ سکتے مبناء نبوت
معجزات پر ہو تو یہ معنی ہوں کہ اول معجزہ ظاہر ہولے جب نبوت عنایت ہو مگر سب جانتے ہیں کہ امتحان معجزات کے
بعد نبوت عنایت نہیں ہوتی بلکہ عطاء نبوت کے بعد معجزات عنایت ہوتے ہیں۔ علی ہذا القیاس اعمال صالحہ کو
مبناء نبوت نہیں کہہ سکتے۔ عمل صالح اُسیکو کہتے ہیں جو خدا کے موافق مرضی ہو سو خدا کے حکم احکام کے معلوم ہونے
کیلئے بھی تو نبوت کی ضرورت پڑی ہے اور اعمال صالحہ کا علم اور اُنکی تعمیل خود نبوت پر موقوف ہے
نبوت اُنپر کیونکر موقوف ہوگی جو اُنکو مبناء نبوت کہیئے اور سوای اعمال و معجزات اس کام کیلئے اگر نظر
پڑتی ہے تو[1] اخلاق حمیدہ پر پڑتی ہے اُنکا حصول نبوت پر موقوف نہیں آدمی کی ذات کے ساتھ پیدا ہوتے
ہیں اگر کسی کے اخلاق حمیدہ یعنی موافق مرضی خداوندی ہونگے تو پھر نظر عنایت خداوندی اُنکے
حال پر کیوں نہوگی لیکن اتنی بات اور قابل گذارش ہے کہ جیسے انوار میں باہم فرق مراتب ہے آفتاب و قمر
و کواکب و آئینہاے قلعی دار و ذرات زمین میں دیکھئے کتنا فرق ہے۔ ایسے ہی اخلاق میں بنی آدم باہم متفاوت
ہیں سو جو لوگ فہم و اخلاق میں بمنزلہ شمس و قمر و کواکب ہوں تو وہ نبی ہو سکتے ہیں اور جو لوگ بمنزلہ
آئینہ و ذرہ و زمین مستفیض ہوں وہ لوگ سب اُمتی ہونگے یوں کوئی ولی یا صالح ہو تو ہو غرض انبیا کی
حقیقت اُمتیوں کے حقائق کے فہم و اخلاق کی اصل ہوتی ہے جیسے آفتاب و قمر و کواکب آئینوں اور ذروں
اور زمین کے انوار کی اصل ہیں سو جو لوگ در بارۂ اخلاق اصل ہوں قابل انعام ہونگے کیونکہ جب اوروں
سے اور بڑھ گئے تو خداوند عالم جو سب سے عالی مراتب ہے اُن سے بہ نسبت اوروں کے قریب ہوگا اسلئے تقرب
مشار الیہ جو نبیوں کو ضرور ہے انہیں کو میسر آئیگا اور خلافت خداوندی کے مستحق وہی ہونگے کیونکہ
بادشاہ کی ماتحتی اور اُسکی خلافت بجز مقربان درگاہ اور کسی کو میسر نہیں آسکتی سو نبوت میں بجز خلافت
خداوندی اور کیا ہوتا ہے جیسے حکام ماتحت کے احکام بعینہ وہ احکام بادشاہی ہوتے ہیں ایسے ہی انبیا
علیہم السلام کے احکام بعینہ احکام خدا تعالی ہوتے ہیں۔ بالجملہ مبناء نبوت اخلاق حمیدہ ہے

[1] یعنے جب نہ معجزات سے کام چلا نہ اعمال صالحہ سے یہ کام نکلا تو اب بلا لحاظ انعام نبوت اگر ہیں تو یہی اخلاق حمیدہ ہیں جو
اصل کار گذاری عہدۂ نبوت فہم سلیم سے متعلق ہے نبی کا کام تعلیم ہے جسکو اول اچھے علم کی ضرورت ہے
اور ظاہر ہے کہ علم اثر ہے ترجمہ فہم سلیم ہے۔

کمال پر ہے۔ مگر ہم نے غور سے دیکھا تو اخلاق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو بڑھکر
نہ پایا۔ آپ کے اخلاق کی ایک تو یہی بڑی دلیل ہے جو اورون کے نزدیک موجب اعتراض ہی
اور لوگ جہاد کو بڑا اعتراض اس مذہب پر سمجھتے ہین مگر قطع نظر اس سے کہ جہاد اور دینون مین
بھی تھا اور عقل سلیم کے نزدیک بیشک ایک عمدہ سامان تہذیب عالم اور ذریعہ رفع شرک والحاد
وفتنہ وفساد ہے بے لشکر جرار ممکن نہ تھا سو یہ لشکر جرار جس نے روم وشام وعراق وایران ومصر
ویمن کو زیر وزبر کر دیا آپ کو کیونکر میسر آیا بظاہر سامان فراہمی لشکر دنیا مین دو دیکھتے ہین۔ مال
دولت یا حکومت کی جبر وتعدی سو آپ مین دونون نہ تھے آپ کہین کے بادشاہ نہ تھے بادشاہزادے
نہ تھے تاجر نہ تھے جاگیر دار نہ تھے تعلقہ دار نہ تھے جو یون کہئے لشکر نوکر رکھا اور یہ کارنمایان کر دکھایا
حاکم نہ تھے جابر نہ تھے جو یون کہئے ایک ایک دو دو آدمی گھر پیچھے مثلاً جیسے بعض سلطنتون کے قصے
سنتے ہین منگا بھیجے اور یہ سانحہ برپا کیا بجز اخلاق اور کیا چیز تھی جس نے یہ تسخیر کی اور برابر کے بھائیون
کو ایسا مسخر کر دیا کہ جہان آپکا پسینہ گرے وہان خون گرائین پھر یہ بھی نہین کہ ایک دو روز کا ولولہ تھا
ہو چکا عمر بھر یہی کیفیت رہی آپ ہی کے پیچھے گھر سے بے گھر ہوئے زن و فرزند کو چھوڑا گھر بار سب
پر خاک ڈالی خویش واقربا سے لڑے انکو لڑایا انکے ہاتھون سے مارے گئے یہ آپ کے اخلاق اور
آپ کی محبت نہ تھی تو اور کیا تھا غرض ملک عرب جیسے بے پیرون خودسرون کو ایسا مٹھی مین لیا
کہ کسی نرم مزاج غریب طبیعت کے لوگون کے کسی گروہ کی نسبت بھی ایسی تسخیر آج تک کسی نے
نہ سنی ہوگی ایسے اخلاق کوئی بتلائے تو سہی۔ حضرت آدم علیہ السلام مین تھے یا حضرت نوح
علیہ السلام مین تھے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام مین تھے یا حضرت موسے علیہ السلام مین تھے
یا حضرت عیسے علیہ السلام مین تھے یا کسی اور مین تھے انصاف سے کوئی صاحب بتلائین تو سہی اس
قسم کے اخلاق کا کوئی اور شخص ہوا ہے۔ یہی تقریر ہو رہی تھی اور لوگون پر ایک کیفیت تھی ہر کوئی
ہمہ تن گوش ہو کے مولوی صاحب کی جانب تک رہا تھا کسی کی آنکھون مین سنتے ہین آنسو
کسی کی آنکھون مین حیرت۔ پادریون کی یہ حالت کہ ششدر بے حس وحرکت۔ جو پادری صاحب نے

اطلاع دی آپکا وقت ہو چکا سننے والون کو ارمان رہ گیا۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا صاحبو تنگئ وقت سے معذور ہون ورنہ انشاءاللہ شام کر دیتا جو کچھ کہا دریا مین کا ایک قطرہ سمجھیے۔ منشی پیارے لال صاحب نے پکار کر کہا صاحبو سُن لو جو کچھ بیان ہوا یہ دریا مین ایک قطرہ ہے۔ خیر جناب مولوی محمد قاسم صاحب تو اپنی جائے پر جا بیٹھے اور پادری نولس صاحب کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا دینی مسلمانون مین توحید بہت عمدہ ہے پر کاش اسکے ساتھ تثلیث کا بھی ان مین اعتقاد ہوتا پھر اسکے بعد اول تو عہد عتیق کی کسی کتاب کا حوالہ دے کر کہا کہ دیکھو اس سے بھی تثلیث ثابت ہوتی ہے اسکے بعد دلائل عقلیہ پر جھکے اور بزعم خود یہ ثابت کیا کہ توحید بے تثلیث سمجھ ہی مین نہین آتی اور توحید بے تثلیث ممکن ہی نہین فرماتے ہین دیکھو ہم ایک کا ہندسہ لکھتے ہین اور اسمین طول بھی ہوتا ہے عمق بھی ہوتا ہے وہ ہندسہ ایک ہے پر بے ان تین باتون کے موجود نہین ہو سکتا۔ آدمی کی روح ایک ہے مگر اُس مین خواہش بھی ہے قوت خیالیہ بھی ہے اور خدا جانے ایک کوئی اور چیز کہی اور کہا دیکھو روح ایک ہے پر بے ان تین باتون کے رہ نہین سکتی۔ دیکھو درخت ایک ہے پر اُس مین جڑ بھی ہے شاخین بھی ہین پتے بھی ہین۔ وہ ایک ہے بے ان تین چیزون کے نہین ہوتا غرض اثبات تثلیث مین یہ دل فریب باتین کرتے کرتے تقدیر کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور یہ فرمایا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایک اور نقصان ہے کہ ان کے ہان تقدیر کی تعلیم کیجاتی ہے اور اُسکی سند مین کہا سورہ تغابن مین ہے هو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مؤمن جسکے یہ معنی ہین اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تم کو اس طرح کہ کوئی تم مین سے کافر اور کوئی مومن۔ اسپر مولوی محمد قاسم صاحب بولے پادری صاحب مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون ایک دو بات کہہ لون پھر آپ فرمائے جائے گا کل آپ ہم پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپنے اپنے مذہب کے فضائل نہ بیان کیے ہم پر اعتراض کر دیے آج آپنے بھی وہی شیوہ اختیار کیا دوسرے اس مسئلہ تقدیر کو پیش کرنا آپکی مغلوبیت کے آثار مین سے ہے پادری صاحبون کی یہ آخری چال ہوتی ہے جب سب طرف سے مجبور ہو جاتے ہین تو تقدیر کے مسئلہ کو پیش کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ اہل اسلام کو اسکا جواب نہ آئیگا مگر

تقریر مسئلہ تقدیر

ہین آپ کو اجازت دیتا ہون کہ آپ اس اعتراض کو بھی پیش کر لیجیے ہم انشاءاللہ اسکا بھی جواب
دینگے یہ کہکر کہا اب فرمایئے آخر پادری صاحب نے یہ مضمون ادا کیا کہ اگر تقدیر کو مانیے تو بندہ بیگناہ
اور خدا ظالم ہوگا جو پہلے سے بہت سے آدمیون کو جہنم کے لیے تجویز کر لیا اور پھر اوسی کے موافق کیا
اسکو ٹالنا تھا نہ دھکا دینا تھا علاوہ برین آدمی سب ایک سے ہین جیسے سارے آدمیونکے ہاتھ
پاؤن آنکھ ناک کان ایک سے ہین ایسے ہی روحونکو بھی سمجھیے۔ غرض یہ فرق کفر و ایمان پہلے سے
نہین اپنے آپ کوئی مومن ہو جاؤ یا کافر ہو جاؤ۔ جس وقت پادری صاحب یہ فرمارہے تھے کہ
سب آدمیون کی آنکھ ناک ایک سی ہین تو مولوی نعمان خان صاحب کیا فرماتے ہین پادری صاحب
مجکو اور اپنے آپکو مستثنے کر لیجیے مین بھی گنجا ہون آپ بھی گنجے ہین یا اس قسم کی بات کسی اور
کرسٹان نے کہی تھی۔ اسپر مولوی صاحب نے یہ فرمایا سو پادری صاحب بھی متبسم کرنے لگے
اور ماسٹر جیل وغیرہ کرسٹان جو اُنکے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے بہت ہی ہنسے۔ مگر پادری صاحب
اپنی کہے چلے جاتے تھے جو پندرہ منٹ ہو چکے اپنے نزدیک مضمون کو ناتمام سمجھکر مولوی محمد قاسم
صاحب وغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کیا کہتے ہین اگر آپ صاحب مہربانی فرماکر کچھ اور مہلت
دین تو ہم کچھ اور بیان کر لین۔ اسپر اور دن کی تو رائے نہ تھی کہ اُنکو مہلت دیجائے یعنی جب وہ
ہم کو مہلت نہین دیتے تو ہم کیون دین۔ اچھا ان کا بھی مضمون ناتمام ہی رہے مگر مولوی محمد قاسم
صاحب نے یہ سمجھکر کہ ہم انکو مہلت دینگے تو یہ بھی ہم کو مہلت دینگے پھر ہم انشاءاللہ بہت کچھ
بیان کر لین گے ادھر انکو اس بات کے کہنے کی گنجایش نہ رہے گی کہ ہمارے اعتراض بیان ہونے
پائے سو حقیقت معلوم ہوتی یہ کہا پادری صاحب ہم آپکی طرح نہین کہ اجازت بھی نہ دین
ہماری طرف سے اجازت ہے آپ پندرہ منٹ کی جگہ بیس منٹ بیان کرین پچیس منٹ بیان
کرین تیس منٹ بیان کرین آپ حسب دلخواہ بیان کر لین ہم انشاءاللہ سب کا جواب دینگے
قصہ کوتاہ پادری صاحب نے اُس ہی ایک مضمون کو بہت دیر تک بیان کیا اور اپنا سا خوب زور
مارا انیس منٹ جب ہو چکے تب چپکے ہو لئے۔ وہ بیٹھے اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب کھڑے

ہوئے اور ہنسکر یہ فرمایا لیجئے پادری صاحب اب ہمکو بھی ۳۰ منٹ کی اجازت دیجئے لاچار ہوکر پادری صاحب کو اجازت دینی پڑی۔ جناب مولوی محمد قاسم صاحب اسی میز کے پاس تشریف لیگئے اور اول یہ کہا کہ کل کے جلسہ مین تو ہماری طبیعت بہت کبیدہ تھی۔ پادری صاحبون کی طرف سے وہ لوگ کھڑے ہوتے تھے جنکو گفتگو کا سلیقہ نہ تھا الفاظ سے اوقات کی خانہ پُری کردیتے تھے مگر ہان آج ہماری طبیعت بہت محظوظ ہوئی۔ پادری صاحب بہت خوش تقریر اور صاحب سلیقہ ہین انکی باتون کے جواب دینے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے۔ مگر باوجود اس لیاقت کے پادری صاحب نے ایسی ایسی غلطیان کھائی ہین کہ کیا کہیئے۔ مین بغرض توہین پادری صاحب نہین کہتا امر واقعی بیان کرتا ہون۔ پادری صاحب کا دعوے کچھ ہے اور دلیل کچھ ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان دعوے تو یہ کرتے ہین کہ جیسے ہمارا خدا واحد حقیقی ہے ایسے ہی وہ باوجود وحدت حقیقی کے کثیر بھی حقیقی ہے یعنے حقیقت مین تین بھی ہے سو اس اجتماع وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کے لیے پادری صاحب نے دلیل بیان کی تو وہ کی جس سے کثرت حقیقی اور وحدت اعتباری کا اجتماع ثابت ہوتا ہے نہ اصل مطلب کا اثبات۔ پادری صاحب نے جتنی مثالین بیان فرمائین سب اسی قسم کی ہین توضیح کے لیے اول ایک مثال عرض کرتا ہون۔ سُنیئے اگر شکر ایک برتن مین اور کیوڑہ ایک برتن مین اور پانی ایک برتن مین اور پھر ان تینون کو ایک کٹورے مین ڈال کر شربت بنائین تو گو دیکھنے مین وہ تینون فی الحال ایک چیز نظر آتی ہین مگر عقل صائب ہنوز ان تینون چیزون کو بدستور کثیر مختلف الحقیقت سمجھتی ہے۔ بغرض ان تین چیزون کو تین مزون کے لیے ملایا ہے اگر وہ تینون شربت بن جانے کے وقت تین نہ رہتین تو وہ تین باتین جو مطلوب تھین یعنے شیرینی اور خوشبو اور تسکین حرارت یا یون کہیئے رفع تشنگی کا ہے کو حاصل ہوتین کچھ اور ہی بات ہوجاتی سو جیسے یہان تین چیزین ایک ظرف مین اکٹھی ہوگئی ہین اور اس وجہ سے باوجود کثرت اور تثلیث حقیقی کے مشاہدہ کے وقت ایک نظر آتی ہین اور آنکھ سے ہر ایک جزو کو جدا جدا تمیز نہین کرسکتے ایسے ہی پادری صاحب نے جتنی مثالین بیان فرمائین اُن سب مین تین تین چیزین

ایک جا اکھٹے ہین اور نظر سرسری اجمالی مین ہر جگہ وہ تینون ایک نظر آتی ہین اور باہم تمیز نہین
ہوتین مگر نہ حقیقت مین سب مثالون مین مضامین مختلفہ مجتمع ہین عقل حقیقت بین کے نزدیک
ہنوز بدستور ایک دوسرے سے متمیز ہے یعنی ہر ایک کے آثار و لوازم جدے جدے ہین ہر ایک سے
جدی بات مطلوب ہے خواہش نفسانی کا مثلاً کچھ اور کام ہے اور قوت خیالی کا کچھ اور اگر بعد
اجتماع کثرت نہ رہتی وحدت ہو جاتی تو یہ تین مطلب کاہے کو حاصل ہوتے اسیطرح اور مثالون کو
سمجھ لیجیئے۔ الغرض طول عرض عمق تین مضمون ایک جا اکھٹے ہو گئے ہین اور اسیطرح جڑ اور شاخین
اور پتے تین جدی جدی باتین ایک جا اکٹھی ہو گئی ہین چنانچہ ظاہر ہے (اہل فہم کو معلوم ہوگا
کہ درخت کی مثال مین ہر ایک کی جدائی ایسی ظاہر ہے کہ آنکھون سے بھی معلوم ہوتی ہے)
علاوہ برین اگر یہی اتحاد اور وحدت ہے تو ایسا اتحاد اور وحدت تو اور اعداد مین بھی پایا جاتا
ہے تین ہی کی کیا خصوصیت ہے جو تثلیث کا تو اعتقاد ہے اور تربیع و تخمیس وغیرہ سے انکار پادری
صاحب نے جتنی مثالین بیان فرمائین اُنہین کو غور کیجیے تو تین سے زیادہ زیادہ مضمون مجتمع ہین
ایک کا ہندسہ اگر لکھتے ہین تو سوا طول و عرض و عمق موہوم کے اُس مین سیاہی اور سیاہی کی چمک
اور خوبصورتی وغیرہ بھی پائی جاتی ہین ایک جان مین کتنی صفات اور احوال ہوتے ہین ایک پادری
صاحب مین کسقدر اخلاق حمیدہ ہین۔ اور ایک خدا تعالےٰ مین کتنی صفات کمال ہین ایک
درخت مین ہزارون شاخین ہزارون پتے ہین ہزارون پھول ہین اور پھر ہر شاخ و برگ اور
پھل پھول مین کس قدر رنگین اور نگین ہین علیٰ ہذا القیاس یہ ایک جسم ہے اور اس مین کتنی
چوبین ہین اور کتنے آدمی ہین ایک کے ہندسہ مین یہ سب کچھ ہے اور پھر ایک کا ایک روح
انسانی مین یہ سب کچھ ہے اور پھر ہر ایک کی ایک ذات خداوندی مین غیر متناہی صفات کمال ہین
اور پھر ایک کی ایک پادری صاحب مین یہ سب کچھ ہے اور پھر ایک کے ایک درخت مین یہ سب
کچھ ہے اور پھر ایک کا ایک اگر یہی اجتماع کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی ہے تو پادری صاحب نے
تثلیث ہی پر کیون قناعت فرمائی تربیع تخمیس بلکہ تسدیس و تسبیع و تثمین بلکہ تالیف وغیرہ کم

اعتقاد بھی پادری صاحب کو ضرور تھا پھر لسبر پادری صاحب نے یہ کیسی الٹی بات کہی کہ تو حید
بے تثلیث کے نہین ہو سکتی اگر کہنا تھا تو یہ کہنا تھا کہ تثلیث بے توحید سمجھ مین نہین اتی - اور
ممکن ہی نہین وجہ اسکی یہ ہے کہ ثلثہ تین واحدون کو کہتے ہین تین واحد جب اکٹھے ہو جاتے
ہین تو ثلثہ بن جاتا ہے یعنے تین واحد کے اجتماع سے تین کا عدد حاصل ہوتا ہے سو اس سے ظاہر
ہے کہ تین کا سمجھنا اور تین کا وجود بے واحد ممکن نہین اور ایک کا وجود اور ایک کا سمجھ لینا بے تین
کے متصور ہے اور ان سب باتون سے قطع نظر کیجے وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کا ایک شے مین
مجتمع ہونا محال ہے جیسے ایک وقت مین ایک شے کا ہونا اور نہ ہونا اور ایک وقت مین ایک
جا پر دھوپ اور سایہ کا ہونا اور گرمی اور سردی کا ہونا محال ہے کسی عاقل کی عقل اسکو تجویز
نہین کر سکتی ایسے ہی وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کے اجتماع کو کسی کی عقل تجویز نہین کر سکتی
علاوہ برین جاہلون کو ہر فن مین اس فن کے اہل کمال کا اتباع اور تقلید ضروری ہے اس
نظر سے بھی اس اجتماع کے محال ہونے کو ماننا لازم تھا کیونکہ یہ مسئلہ منجملہ مسائل معقول ہے سو تمام
معقولیون کا اسپر اتفاق ہے کہ اجتماع النقیضین اور اجتماع الضدین محال ہے - پھر جب
وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی دونون باہم متضاد ہون تو ان دونون کا ایک جا پر اجتماع کیونکر تسلیم
کیا جائے - حاصل تقریر متعلق تثلیث تو ہو چکا لیکن بغرض توضیح راقم کی یہ گذارش ہے کہ اگر کوئی
کم عقل بھی یہ تجویز کر سکے کہ وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی مین تضاد نہین تو البتہ معتقدان تثلیث
کو اہل عقل نہ سہی دیوانون ہی کے سامنے منہ کرنے کی گنجایش ملتی مگر جب کوئی شخص بھی اس
مضمون کو تجویز نہ کر سکے تو پھر خدا جانے کس بھروسہ پر اس مسئلہ کو اہل توحید کے سامنے پیش کیا
کرتے ہین - تمام جہان کے مذاہب کو دیکھیے تو گو کوئی مذہب کتنا ہی باطل کیون نہ ہو پر اس مین بھی
ایسا مسئلہ مخالف عقل نہ ہوگا جیسا مسئلہ تثلیث مخالف عقل ہے مگر افسوس صد افسوس ایسی
بات تو قبول کر لین اور ایسے ایسے پوچ اعتراض کرین - جنکے لیے اہل عقل کے نزدیک جواب
کی حاجت ہی نہو - اگر اس قسم کی باتون کا بھی تسلیم کر لینا انسان کے ذمہ ہے تو ظلم نقل

جھوٹ۔ فریب۔ زنا۔ اغلام وغیرہ گناہان اور مخالفت خدا و انبیا کا طاعت و عبادت ہونا بھی
واجب التسلیم ہوگا کیونکہ ان باتونکا طاعت و عبادت ہونا اس قدر دور از عقل نہین جس قدر
وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کا اجتماع دور از عقل ہے یہ کیا انصاف ہے کہ تثلیث اور کفارہ کو تو
باوجود مخالفت عقل مان لیجئے اور دین محمدی کو جسپر مخالفت عقل سلیم کا کوئی اعتراض وارد نہین
ہوسکتا تسلیم نہ کیجے باوجود اجتماع خورد و نوش اور اضطرار بول و براز و مرض و موت اور بیچارگی
وقت قتل حضرت عیسے علیہ السلام کی اُلوہیت کو تسلیم کرلین اور اُنکے اقرار عبودیت اور بنی آدم
ہونے پر بھی کچھ خیال نکرین اور باوجود ظہور معجزات اور دلالت اخلاق و افعال و دیگر علامات
وعدم مخالفت عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین تامل ہو عقل رہبر دین و دنیا ہے
اسکی مخالفت پر کمر باندھی تو پھر وہ کیا چیز ہے جسکا اتباع کیا جائیگا خیر اس کے بعد اعتراض متعلق
مسئلہ تقدیر کی نوبت آئی مگر غالبا مولوی صاحب نے پھر یہ کہا کہ پادری صاحبون کا دستور ہے
کہ جب کچھ بن نہین پڑتی تو مسئلہ تقدیر کو لے دوڑتے ہین یہ آخری چال اور آخری تدبیر ان
صاحبون کی ہوتی ہے پادری صاحب کی مغلوبیت کی نشانی ہے جو اس مسئلہ کی نوبت آئی
مگر بنام خدا ہم بھی انشاء اللہ اسکا جواب شافی دیتے ہین ہان بوجہ تنگی وقت اور نیز بلحاظ حاضرین
باریک مضامین کے بیان کرنے سے تو مین معذور ہون ایک دو موٹی بات عرض کرتا ہون اسپر
ایک دیسی پادری صاحب جنکے گلے مین فوجی تمغہ پڑا ہوا تھا نام اُنکا یاد نہین ایٹنگ تھا یا اور کچھ
بولے آپ پہلو تہی کرتے ہین۔ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو اسپر غصہ آگیا دو چار ترش باتین
اُنکو سنائین۔ مگر جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے مولوی صاحب کو تھاما اور کہا آپ کو نہین کہتے
مجکو کہتے ہین۔ ادھر پادری صاحب موصوف سے کہا آپ بڑے پادری صاحب سے اجازت
دلوائین پھر دیکھین مین پہلو تہی کرتا ہون یا بیان کرتا ہون قصہ کوتاہ پادری صاحب موصوف تو
کچھ نہ بولے اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنا مطلب شروع کیا بغرض توضیح اول ایک
مثال بیان کی اور یہ کہا فرض کرو ایک قطعہ زمین کسی شخص کا افتادہ ہے جس مین مکان و دیوار

کچھ نہین مالک زمین نے چاہا اس مین مکان بنالئیے بحیثیت مالکیت مالک مذکور کو اختیار ہے بسطرف
جو چاہے بنائیے دالان بنائے چاہے بادرچی خانہ چاہے پاخانہ یا غسلخانہ بنائے زمین کیطرف سے
کچھ انکار نہین - گویا قطعۂ زمین بزبان حال دودستہ عرض کرتا ہے مین ہر طرح سے
حاضر ہون جس طرف جو چاہیئے بنالیئے خیر مالک زمین نے اپنے نزدیک مناسب نامناسب دیکھکر
کہین دالان در دالان یا آگے پیچھے دالان اور کوٹھا بنایا کہین کوٹھری کہین باورچیخانہ کہین غسلخانہ
کہین پاخانہ کہین بدررو موری کہین دروازہ بنا کر مکان کو تیار کیا مگر جیسے قبل تعمیر صاحب
زمین کو اس بات کا اختیار تھا کہ جہان جو چاہے بنائے ایسے ہی بعد بنالینے کے اس بات کا اختیار
ہے کہ جہان جو چاہے کرے دالان مین پاخانہ پھر دو تو اُسکو انکار نہین اور پاخانہ مین جا کر جسلوس
کردو تو اُسکو دشوار نہین - ہان جیسے بناتے وقت مناسب نامناسب کا لحاظ تھا کام کرتے وقت
بھی مناسب نامناسب کا لحاظ ہوگا یعنے پہلے مثلاً اس بات کا خیال تھا کہ اگر موقع نلے موقع دالان
وغیرہ بنایا جائیگا تو نقشہ مکان ناموزون ہو جائیگا - اب یہ خیال پیش نظر ہوگا کہ اگر موقع بے موقع
کام کیا جائیگا تو خلاف تہذیب و عقل سمجھا جائیگا - لیکن اس صورت مین اگر فرض کرو پاخانہ کو زبان
عنایت کیجائے اور وہ یہ عرض کرے کہ مین نے کیا تقصیر کی ہے جسکے عوض یہ سزا ملتی ہے کہ ہر روز
پاخانہ اور نجاست ڈالا جاتا ہے اور دالان اور شہ نشین نے کونسا انعام کا کام کیا ہے جسپر بوریا
بچھا کر فرش اور شطرنجی بچھاتے ہین اور پھر چاندنی اسپر قالین بچھایا جاتا ہے گاؤ تکیئے رکھے جاتے ہین شیشہ
آلات سے آراستہ کرتے ہین - جھاڑ اور فانوس روشن کیے جاتے ہین گلدستے رکھے جاتے ہین
عطر سے معطر کرتے ہین گلاب پاشی سے رشک گلزار بنا دیتے ہین - تو مین حاضران جلسہ سے
پوچھتا ہون کہ اس صورت مین مالک زمین و مکان کیطرف سے یہی جواب ہوگا یا کچھ اور کہ تو
اسی قابل ہے اور تجکو اسی لیئے بنایا ہے اور دلان اُسی قابل ہے اور اُسکو اُسی لیئے بنایا ہے
مگر جب ہم تم اس تھوڑے سے نام کی مالکیت کے بھروسے زمین و مکان و پاخانہ پر یہ تحکم کر سکین
تو کیا خداوند مالک الملک وحدہ لاشریک لہ اپنی مخلوقات پر یہ تحکم نکر سکے گا ہماری تمہاری

مالکیت بھی برائے نام اور قبضہ و تصرف بھی برائے نام بیع و شرا سے ملک اور قبضہ اُٹھ جائے مرجائین تو
ملک اور قبضہ اُٹھ جائے پھر مکان کا وجود بانی مکان کے وجود کا تابع نہین بانی مکان مرجائے تو مکان نہین مرتا
اسپر تو یہ حکم ہو خداوند مالک الملک کا قبضہ بھی ایسا کہ اُٹھ نہین سکتا ملک بھی ایسی کہ زوال کا احتمال نہین بلکہ
جیسے آفتاب دھوپ پر اس بُعد پر کہ لاکھون کوس اُس سے دور ہی اسطرح قابض ہی کہ آئے تو ساتھ لائے اور جائے تو
ساتھ لیجائے اور زمین باوجود اس قرب کے کہ اُس مین اور دُھوپ مین کوئی حجاب نہین اتنا بھی دھوپ پر اختیار
نہین رکھتی کہ گھڑی دو گھڑی کے لئے ہی رکھ لے آفتاب چلا جائے اور دھوپ نہ جائے ایسے ہی خداوند
مالک الملک اور موجودات کے وجود کو سمجھو۔ ہمارے وجود کو باوجودیکہ خدا کے وجود سے علٰحدگی ہی یعنے
یہ نہین کہ خدا اور بندے ایک ہون پھر خدا کے قبض و تصرف مین اسطرح سے ہی کہ اُسکی طرف سے ارادہ
ہو تو ملے نہ ہو تو نہ ملے اور ہمارا وجود ہم سے گو اتنا قریب ہے کہ ہم مین اور اُسمین کچھ فاصلہ نہین کوئی
حجاب نہین مگر پھر ہمارے اختیار مین نہین خدا چاہی تو ہمسے چھین لے اور ہم چاہین تو خدا سے اپنا وجود چھین کر
رکھ نہین سکتے یا یون سمجھو مالک مکان اگر اپنے مکان مین رعیت بسلائے تو گو خود اُس مکان سے دور ہی اور رعیت کے
لوگ اُسمین رہتے ہین پر جسقدر مالک مکان اس مکان پر قابض ہوتا ہی اسقدر رعیت کے لوگ اُسپر قابض نہین ہوتے
مالک مکان چاہے تو رعیت کو مکان سے نکالدے اور رعیت کے لوگ چاہین تو بطور خود مالک مکان کو بیدخل نہین
کر سکتے غرض ہمارا وجود گو ہمسے متصل ہو پر ہمارے قبضہ مین نہین خدا کے قبضہ مین ہی گو اُس سے علٰحدہ ہی
پھر جیسے قبضۂ آفتاب دُھوپ سے اُٹھ نہین سکتا ایسے ہی خدا کا قبضہ ہمارے وجود سے اُٹھ نہین سکتا اور جب
اُسکا قبضہ ہمارے وجود سے اُٹھ نہین سکتا تو اُسکی ملک بھی قابل زوال نہین یعنی علت ملک یہی قبضۂ
کامل ہی جانوران صحرائی اور ماہیان دریائی وغیرہ اشیاء اگر ملک مین آتی ہین تو اس قبضہ ہی سے آتی
ہین اور بیع و شرا وغیرہ مین یہ قبضہ ہی منتقل اور متبدل ہوجاتا ہی علاوہ برین جیسے نور زمین جسے دھوپ
کہتے ہین زمین کا خانہ زاد نہین آفتاب سے مستعار ہی اور آفتاب کا خانہ زاد ہی ایسے ہی ہمارا وجود ہمارا خانہ زاد
نہین ہمارے پاس خدا کی طرف سے مستعار ہی ہان خدا کا خانہ زاد ہے اور ظاہر ہے کہ مستعار چیز اپنی
ملک نہین ہوتی اُسی کی ملک ہوتی ہی جسکی طرف سے عطا ہوتی ہے یعنی جسکی خانہ زاد ہوتی ہی پھر

اسپر سے اسکا قبضہ اٹھ نہین سکتا جو بیع و شرا و ہبہ و تملیک کا احتمال ہو اسصورت مین کیونکر کہہ بیجے کہ خدا کی
ملک قابل زوال ہے بلکہ خواہ مخواہ اسکا اقرار ضروری ہی کہ خدا کی ملک ازلی اور ابدی ہی الحاصل اس نام کے
قبضہ اور مالکیت پر جو ہمیشہ معرض زوال مین رہتی ہی ہمکو اس تحکم کی اجازت ہی اور کسیکو اسپر اعتراض نہین تو اوس
خداوند عالم مالک الملک کو جسکی مالکیت ازلی اور ابدی ہی اور اسکا قبضہ دائمی اور سرمدی ہے اُسی کے
اپنے وجود سے ہم سبکو وجود عنایت کیا اسقدر تحکم کا کیونکر اختیار نہوگا کیا وہ گنہگاروں سے یہ نہ کہہ سکیگا کہ
تم اسی لایق ہو اور تمہین اسی لیے بنایا ہے اور مطیع و فرمانبردار اُسی لائق ہین اور اُنہین اسی کے لئے
بنایا ہی غرض مجموعہ عالم مین نیک و بد کے اجتماع کے لئے اسطرح موزونی پیدا ہوتی ہی جیسے دالان اور پاور چیخانہ
وغیرہ کی فراہمی سے مکان کی موزونی پیدا ہوتی ہی جیسے وہان دونون کے اجتماع مین کمال مکان ہی ایسے
ہی یہان بھی دونون کے اجتماع مین کمال عالم ہی اس قسم کی تقریر دن کے بعد وقت مین گنجایش نہ ہی
تیس منٹ ہو چکے مولوی محمد قاسم صاحب تو بیٹھ گئے پادری نولس صاحب کھڑے ہوئے اور فقط اتنا فرمایا کہ
ہین جانور پاخانہ کی مثال اچھی نہین اور اُسیوقت ایک کرسچان اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے آہستہ سے بولے
اچھا زمین کو نعوذ باللہ خدا کا پاخانہ بنایا۔ مولوی محمد قاسم صاحب یہ سنکر پھر وہین آموجود ہوئے اور یہ کہا
کہ مثالون مین مناقشہ انصاف سے بہت بعید ہی مالک مکان اور مکانات مثل دالان پاخانہ وغیرہ مین
اتنا تو تناسب ہی کہ یہ بھی مخلوق وہ بھی مخلوق خدا ہین اور مخلوقات مین اتنا بھی تناسب نہین وہ خالق
تو یہ مخلوق وہ واجب الوجود تو یہ ممکن الوجود اسکا رتبہ تو پاخانہ سے بھی کمتر ہے خصوصاً گنہگارون اور
کافرون کا رتبہ تو اس سے بھی کم ہے علاوہ برین خدا تعالی اور بندونکی مثالین سب مذہبون مین موجود
ہین حاصل آن مثالونکا یہی ہوتا ہی کہ خدا کامل ہی اور مخلوقات ناقص جب امثلہ مشار الیہ مین فقط کمال
اور نقصان پر نظر ٹھیری اور سوا اُسکے اور خصوصیات پر جو خداوند جل مجدہ مین اُنکا تصور منجملہ تصور محالات
ہی نظر نہوئی تو مکان کی مثال مذکور مین بھی اتنی ہی بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ جیسے مکان کی عمارت
مین فرق کامل و ناقص ہے اور پھر اُسپر سب کے سب زیر حکم و زیر تصرف مالک مکان رہتے ہین
نہ کامل کو سرتابی کی گنجایش نہ ناقص کو حکم و تحکم سے انکار ایسے ہی عالم مین بھی فرق کامل و ناقص ہے

پھر اسپر سب کے سب نبر حکم و تصرف خالق عالم ہین علاوہ برین یہ مثال نہین اور مثال سہی یہ کہکر دوسری
مثال کہی پر وہ مثال یاد نہین آتی ہان بعد اختتام مباحثہ اس قسم کے مضامین کے بیان مین
مولوی محمد قاسم صاحب نے یہ مثال کئی بار بیان فرمائی کہ بجاے پاخانہ گدہون کا طویلہ اور سوٴرون کی
آخور تجویز کرکے وہی سوال وجواب جو پاخانہ اور مالک مکان کے فیمابین فرض کئے تھے فرض کیجئے
اور پھر دیکھیئے وہ اعتراض کہان جاتا ہے۔ قصہ کوتاہ مولوی محمد قاسم صاحب کی خوش بیانی اور پادری
صاحب کی افسردگی اُسوقت قابل دید تھی جب مولوی محمد قاسم صاحب فارغ ہوئے پادری
صاحب نے فرمایا کہ اب بھائی ہندو اپنا بیان کرین چنانچہ اسی بات کو سنکر ایک پنڈت موقع گفتگو پر
آن کھڑے ہوئے مگر ایک دیسی پادری جو بڑے پادری صاحب کے قریب ہی بیٹھے تھے اور اُن کے
اُٹھنے بیٹھنے سے یہ نمایان تھا کہ بعد پادری نول صاحب انہین کا رتبہ ہے پادری صاحب کیطرف
جھک کر کان مین کچھ فرمانے لگے ظاہرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دفع بدنامی کے لیے اس بات کے خواستگار
تھے کہ بنے یا نہ بنے کچھ غلط صحیح بیان کرکے بات بنانی چاہیے ورنہ یہی مشہور ہوگا کہ مسلمانون کی بات
کا جواب نہ آیا خیر پادری صاحب اُن صاحب کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین یہ بھائی کچھ بیان
کرنا چاہتے ہین۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا بیان کرین مگر پھر ہم بھی کچھ بیان کرینگے خیر کچھ گفت و
شنود کے بعد وہ پادری صاحب فرمانے پر آئے تو کیا فرماتے ہین کہ مولوی صاحب نے منطق کی بہت
سی دلیلین بیان کی ہین اور منطق ایسا علم ہے کہ اُسکی بہت سی باتین کسیکی سمجھ مین نہین آتین اور
دلیلین دو قسم کی ہوتی ہین ایک مطلاک ایک مکید مطلاک وہ ہے جو احاطہ کے اندر ہو اور مکید وہ ہے
(یعنے مطلق[12] یعنے مقید[12])
جو احاطہ سے باہر ہو غرض صحت لفظی اور صحت معنوی دونون بدرجہ تمام یعنی قاف کے بدلے کاف سے
کام لیتے تھے اور مطلق کی تفسیر مین مقید کے معنی اور مقید کی تفسیر مین مطلق کے معنی بیان فرماتے تھے
اُسوقت مولوی رحیم اللہ صاحب مولوی فخر الحسن صاحب اور مولوی محمود حسن صاحب کی طرف دیکھکر
ہنسے اور وہ بھی ہنسے اسپر مولوی محمد قاسم صاحب نے ارادہ کیا کہ کچھ بیان کرین غرض یہ تھی کہ تم نے
منطق جاننے والے دیکھے نہین تم منطق کی باتونکے سمجھنے کو کہتے ہو بفضل الٰہی اب بھی ایسے آدمی

موجود ہین جو منطق کو نئے سر سے ایجاد کر دین مگر مولوی احمد علی صاحب ساکن نگینہ نے رد کا اور یہ کہا کہ
اُسکے مقابلہ مین کھڑے ہوتے ہو حق واضح ہو گیا پھر کاہیکو اُٹھتے ہو غرض اس قسم کی گفتگو آخر جلسہ مین بیان
کی مگر بعد مین مولوی محمد قاسم صاحب سے سُنا کہ پاخانہ کی مثال پر پادری صاحب کس مُنہ سے اعتراض کرتے
ہین یعنی اُنکا خدا تو بول و براز سے منزہ نہین۔ خدا جانے نہ بیان کرنے کا یہ باعث تھا کہ کسیکو بُرا نہ لگے یا
اُسوقت خیال ہی نہ آیا اسکے بعد پھر ہندو کچھ کہتے رہے اور اُنہین کی تحریر وں مین دو بجگئے اول اُس ہندو پنڈت
نے ایک تحریر مختصر پڑھی جسکے موقع گفتگو پر آنے کا ہم اول ذکر کر چکے ہین وہ تحریر ناگری مین لکھی ہوئی تھی
مضمون اُسکا اکثر اہل اسلام اس وجہ سے کم سمجھے کہ اُسکے اکثر الفاظ زبان سنسکرت کے تھے اپنی سمجھ
مین جسقدر سا آیا اور یاد رہا وہ یہ ہے کہ مباحثہ مین نفسانیت نہین چاہیئے اور شاید اُسی تحریر مین یہ
بھی تھا کہ پادری صاحب جو ترجمون کی کثرت سے یہ استدلال کرتے ہین کہ انجیل کتاب آسمانی ہو تو
اسکا یہ مطلب ہوا کہ جو چیز کثرت سے ہو وہ اچھی ہوتی ہی حالانکہ کیڑے مکوڑے عالم مین آدمیونسے زیادہ ہین
ہونا نہ ہو نہ ہو آدم ہین یا یہ مضمون یون ہی زبانی اُن پنڈت صاحب نے بیان کیا تھا اور اغلب یہی کہ یاد پڑتا
اُن پنڈت صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ مین سب سے پوچھتا ہون اور مولوی محمد قاسم کیطرف اشارہ کر کے کہا خاص
ان مولوی صاحب سے پوچھتا ہون کہ نبوت کے لیے کس چیز کی ضرورت ہی یا اسکے قریب قریب کوئی اور مضمون
تھا اسپر مولوی محمد قاسم صاحب سے پہلے پادری نولس صاحب نے فرمایا کہہ تو دیا اخلاق چاہئین یعنی مولوی
محمد قاسم صاحب کی تقریر کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ انہون نے بیان تو کر دیا ہی کہ نبوت کے لیے اخلاق کی
ضرورت ہی اور اسی کے ساتھ مولوی محمد قاسم صاحب نے بھی یہی کہا سو وہ تو ایک دو بات کے بعد چپ
ہو رہا مگر ایک فقیر سر بنگ آئے اور ایک تحریر طویل جو بخط ناگری لکھی ہوئی تھی لائے اور پڑھنی شروع کی
اکثر الفاظ سنسکرت کے تھے اور اُسی زبان کے دوہرے اُسمین مرقوم تھے اس سبب اکثر اہل اسلام
اُسکو پورا پورا نہ سمجھ سکے کسیقدر سمجھ مین آیا تو یہ آیا کہ ہندون کی نسبت دوبارہ اعمال و اقوال کچھ درد دل تھی
باقی علمیت کی بات کوئی نہ تھی اسکے بعد منشی پیارے لال نے ایک تحریر پڑھی اُسمین گوشت کے حلال ہونے
پر یہ اعتراض تھا کہ یہ ظلم ہی اور پھر اُسکے ساتھ یہ بھی تھا کہ اہل اسلام حرم کے جانور ان اپنی مکہ معظمہ کے

جنگل کے جانورونکو نہین کھاتے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکے نزدیک بھی گوشت کھانا جائز نہین اسپر مولوی احمد حسن صاحب نے کچھ ایسا فرمایا کہ ظلم اُسے کہتے ہین جو کسیکی چیز کو اُسکی خلاف مرضی اور بلا اجازت تصرف مین لائے اور اجازت سے تصرف کرے تو اُسکو ظلم نہین کہتے۔ سو ہم جانورون کو اگر کھاتے ہین تو خدا کی اجازت سے کھاتے ہین باقی حرم کے جانورونکا نہ کھانا ایسا ہے جیسا کوئی شخص اپنے محبوب کے کوچہ کے جانورونکو باوجودیکہ گوشت کھایا کرتا ہو کچھ نہ کہے اُسکے بعد پادری نولس صاحب نے کھڑے ہوکر کہا شمال کیطرف بعض اقلیمون مین سردی کی کثرت کے باعث کھیتی گھاس کچھ نہین ہوتی ہان جانور البتہ ہوتے ہین اور پھر اسپر وہان بھی آدمی آباد ہین اگر جانور حلال نہون تو وہ سب آدمی ضائع ہو جائین اور خدا تعالی کے رحم سے بہت بعید ہی کہ ایک مخلوق کو پیدا کرے اور اُنکے کھانے کے لیے کچھ غذا پیدا نہ کرے غرض وہان بھی گوشت غذا ہے اگر حلال نہو تو وہان کے تمام آدمی مرجائین اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور اہل اسلام سے یہ کہا گیا تھا کہ کل گفتگو اور مباحثہ نہو گا۔ اُٹھتے وقت مولوی محمد قاسم صاحب نے پادری صاحب سے کہا ہم آپکے اخلاق کے بہت مشکور ہین اور اب ہم رخصت ہوتے ہین پادری صاحب نے فرمایا مین بھی آپکے اخلاق سے بہت خوش ہوا اور پھر نام ونشان و مکان پوچھا مولوی صاحب نے اپنا تاریخی نام خورشید حسین بتلایا اور یہ کہا مین ضلع سہارنپور کا رہنے والا ہون قصہ مختصر میلا برخاست ہوا یا ہر آتے ہی مولوی محمد قاسم صاحب کے گرد ایک ہجوم تھا۔ ہندو مسلمان سب گھیرے کھڑے تھے مسلمانونکی اُسوقت جو کیفیت تھی سو تھی مگر ہنود بھی بہت خوش تھے آپس مین کہتے تھے نیلی لنگی والے مولوی صاحب نے پادریونکو خوب مات دی وہ پنڈت صاحب بھی اُسوقت مولوی صاحب کے پاس آبیٹھے جنھون نے جلسہ مین یہ کہا تھا کہ مین سب سے پوچھتا ہون اور مولوی محمد قاسم صاحب کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا خاصکر اِنسے اور اُسوقت یہ کہا کہ مین سچے جی سے مذہب کے مقدمہ مین پوچھنا چاہتا ہون پر آدمی اُس سے پوچھے جو دوسرے کو سمجھا سکے لیئے اسلیے مولوی محمد قاسم صاحب کی تخصیص ہے مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا جو کچھ آپ فرماتے ہین ہمارے دل کو لگتا ہی اور ہم آپ سے امید رکھتے ہین کہ جو کچھ ہم کہین گے آپ بھی اُسکو صداقت ہی پر محمول کرینگے تعصب اور سخن پروری نہ سمجھین گے مگر مذہب کے باب مین اطمینان نے اسکے

مقصود نہین کہ مہینہ پندرہ روز آپ اور ہم ساتھ رہین اور باہم مذہب کی باتین کرتے رہین پنڈت جی
نے کہا ہان ٹھیک ہی اور کسیقدر ہمراہی کا بھی اقرار کیا مگر پھر انکا پتہ نہ لگا تھوڑی دیر کے بعد موتی میان
صاحب نے آکر فرمایا پادری کہتے تھے کہ گو یہ صاحب یعنی مولوی محمد قاسم صاحب ہمارے خلاف کہتے تھے پر
انصاف کی بات یہ ہے کہ ایسی تقریرین اور ایسے مضامین ہمنے نہ سنے تھے - اِدھر مولوی احمد علی صاحب نے
فرمایا پادری باہم کہتے تھے آج ہم مغلوب ہو گئے بعد عصر مرزا موحد صاحب پادری نولس صاحب کے پاس گئے
اِدھر اُدھر کی باتین کرکے یہ کہا توراۃ مین بتصریح تقدیر کا ثبوت ہی پھر آپ نے یہ کیا کیا جو تقدیر کا انکار
کیا پادری صاحب نے فرمایا ہان توراۃ مین تقدیر کا ثبوت موجود ہے مگر عیسائیون مین دو فرقے ہین اور ان
دونو نکے کچھ نام بتلائے خوب یاد نہین رہے اور پھر یہ کہا کہ ہم اُن لوگو نمین ہین جو منکر تقدیر ہین مگر اہل فہم
خود سمجھ گئے ہونگے کہ اس صورت مین پادری صاحب کا اعتراض بہ نسبت تعلیم تقدیر جو بمقابلہ مولوی
محمد قاسم صاحب پیش کیا تھا اور مولوی محمد قاسم صاحب نے اُسکا جواب دندان شکن دیا تھا
فقط اہل اسلام ہی پر نہ رہا تھا بلکہ توراۃ پر بھی اُنکا اعتراض ہوا جسکے باعث خود اُنکے مذہب کی
بیخ و بنیاد اُکھڑ گئی - اور سُنئیے بعد اختتام جلسہ مولوی محمد قاسم صاحب نے موتی میان صاحب سے کہا
یون جی چاہتا ہے پادری نولس صاحب سے تنہائی مین ملئیے اور دعوت اسلام کیجئے اُنہون نے پادری صاحب
سے کہا ہمارے مولوی صاحب آپ سے تنہا ملنا چاہتے ہین پادری صاحب نے فرمایا بہتر ہے اسکے
بعد مولوی محمد قاسم صاحب پادری صاحب کے خیمہ مین گئے اور انکا بیان ہی کہ مین نے پادری
صاحب سے یہ کہا کہ ہم آپ کے اخلاق سے بہت خوش ہوئے اور چونکہ اخلاق باعث محبت ہو جاتے
ہین اور محبت باعث خیر خواہی ہو جایا کرتی ہے تو ہمارا جی چاہتا ہے کہ دو کلمے آپ کی خیر خواہی کے
آپ سے کہین اور آپ سنین پادری صاحب نے کہا کہئیے - مولوی صاحب نے کہا دین عیسوی سے
توبہ کیجیے اور دین محمدی اختیار کیجیے دنیا چند روزہ ہے اور عذاب آخرت بہت سخت ہی پادری صاحب نے
کہا بیشک اور یہ کہکر چپ ہو رہے مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا اگر ہنوز آپکو تامل ہی تو اللہ سے دعا
کیجیے کہ حق واضح کردے اگر آپ اخلاص سے دعا کرینگے تو اللہ تعالے کا وعدہ ہے ضرور حق کو روشن کردیگا -

پادری صاحب نے کہا کہ مین روز دعا کرتا ہون کہ اللہ میرے دل کو روشن کردے مولوی محمد قاسم صاحب
نے کہا یون دعا کیجیے کہ ان مذاہب مختلفہ مین جونسا مذہب حق ہو وہ روشن ہوجائے اور حق وباطل
متمیز ہوجائے پادری صاحب نے فرمایا مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے میرے حق مین اتنا فکر
کیا اور مین آپ کی اس بات کو یاد رکھونگا بعد اختتام جلسہ جو پادری صاحب پہلو تہی کا طعنہ دیتے تھے
قریب عصر مولوی محمد قاسم صاحب کے پاس آئے اور یہ فرمایا کہ مین ملنے آیا ہون اور مین اب رخصت
ہوتا ہون۔ اب جاؤنگا مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا آپنے بڑا کرم کیا نام ونشان طرفین سے پوچھے
گئے اسکے بعد پادری صاحب نے فرمایا مولوی صاحب آپ کی تقریر نہایت عمدہ ہے مولوی محمد قاسم
صاحب نے کہا گاہ باشد کہ کودک نادان ÷ بغلط بر ہدف زند تیرے ؛ اسکے بعد سلام کرکے
رخصت ہوئے اسکے بعد بعضے اور پادری چلتے پھرتے ملے اور ایسا ہی کچھ کہا جب میلہ برخاست
ہونے لگا اور سب اہلِ اسلام وہان سے روانہ ہوئے تو میلہ کے ہندو وغیرہ مناظران اہلِ اسلام
کی طرف اشارہ کرکے اوروں کو بتلاتے تھے کہ یہ ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ گاڑیون کی قطار سے
بیس قدم پر ایک جوگی جارہا تھا پاؤن مین کھڑاوین سر پر لمبے لمبے بال برہنہ سر ہاتھ مین دست پناہ
دوچار معتقد اسکے ساتھ مولوی محمد قاسم صاحب کی طرف اشارہ کرکے اپنے ساتھیون سے کہنے لگا
جے مولبی ہے اتفاقاً مولوی محمد قاسم صاحب نے نظر اُدھر کو ملٹی تو اُسنے سلام کیا مولوی محمد قاسم
صاحب نے التفات سے ہاتھ اُٹھاکر جواب دیا اُس نے جو دیکھا مولوی التفات سے جواب
دیتا ہی تو وہان سے دوڑا اور گاڑی کا ڈنڈا پکڑکر گاڑیبان سے کہا تھام دے اوسنے اوروں
کو آواز دیکر کہا تھم جاؤ القصہ گاڑیان تھم گئین۔ جوگی صاحب بولے تم نے بڑا کام کیا مولوی
محمد قاسم صاحب نے کہا مین نے کیا کیا پر میشر نے کیا اُسنے کہا سچ کہتے ہو پھر جوگی مذکور نے
ہاتھ اُٹھاکر چار انگشت سے اشارہ کرکے کہا جب تمنے بولی ماری تو ہمنے دیکھا اُسکا یعنی پادری کا
اِتنا سر رسوکھ گیا تھا یا یون کہا گھٹ گیا تھا مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا تم کہان تھے خیمہ
کے باہر تھے جوگی نے کہا ہم بھی خیمہ کے اندر تھے پھر مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا آپ کا نام کیا ہے

اُسنے کہا جانکی داس۔ مولوی صاحب نے فرمایا آپ نے بڑی مہربانی کی جو آپ آئے۔
اُسنے کہا ہم تو تمہارے بیٹا بیٹی ہین یہ کہا اور سلام کرکے چلدیا۔ سید ظہور الدین صاحب ساکن
شاہجہانپور امروہہ مین جناب مولوی محمد قاسم صاحب سے کہتے تھے۔ ماسٹر جوئیل جو مدرسہ انگریزی
شاہجہانپور مین مدرس ہین کہتے ہین کہ مسلمانون مین لنگ عالم دیکھا۔ ایک اور پادری سے
سید صاحب کہتے تھے مین نے پوچھا تم اُس روز کچھ نہ بولے اُنہون نے کہا ہم کیا کہتے مولوی صاحب
نے کونسی بات چھوڑ دی تھی جو ہم بولتے ہمارے پادری نولس ہی کو جواب نہ آیا۔ مولوی عبدالوہاب
ساکن بریلی جناب مولوی محمد قاسم صاحب سے کہتے تھے کہ ایک پادری سے میری ملاقات ہوی اور کچھ پتے
ایسے بتلائے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہی پادری اینگ تھا جس نے وقت مباحثہ کے پہلو تہی کا طعنہ دینا
چاہا تھا اور پھر بعد اختتام مباحثہ ملنے آیا تھا اور تقریر کی تعریفین کرتا تھا۔ غرض بعد مباحثہ مولوی
عبدالوہاب صاحب اور اُس پادری کا اتفاق ملاقات ہوا تو مولوی صاحب نے پادری صاحب سے کیفیت جلسہ
پوچھی پادری صاحب نے فرمایا کیا پوچھتے ہو ہمکو بہت سے اس قسم کے جلسون مین شامل ہونے کا اتفاق ہوا
اور بہت سے علماء اسلام سے اتفاق گفتگو ہوا پر نہ یہ تقریرین سُنین نہ ایسا عالم دیکھا ایک پتلا دبلا سا آدمی میلے
سے کپڑے ہمین نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہ کچھ عالم ہین ہم جی مین کہتے تھے کہ یہ کیا بیان کرینگے۔ یہ تو ہم نہین
کہہ سکتے کہ وہ حق کہتے تھے پر اگر تقریر پر ایمان لایا کرتے تو اس شخص کی تقریر پر ایمان لے آتے اور پھر یہ کہا کہ
تقدیر کے مسئلہ کو پادری جب چھیڑا کرتے ہین جب کوئی تدبیر غلبہ کی باقی نہین رہتی پادری نولس صاحب نے
لاچار ہوکر یہ باتین شروع کی تھین پر اُس شخص نے ایسا اُن سب کو اُڑایا کہ پتا نہ لگنے دیا۔ مولوی محمد حسن
صاحب سے بریلی مین رمضان خان صاحب جو اکثر اُنکے مکان کے قریب مسجد مین اذان کہا کرتے ہین
مسجد ہی مین جناب مولوی محمد قاسم صاحب کی طرف اشارہ کرکے فرمانے لگے کہ مولوی صاحب تو اوتار ہو گئے
کھتولی مین کچھ آدمی شاہجہانپور سے آئے ہین کیفیت مباحثہ کچھ اسطور پر بیان کرتے ہین کہ مسلمانون
کی طرف سے ایک پتلا سا آدمی میلے سے کپڑے نیلی لنگی بغل مین دبی ہوئی ہم بیان کرنے کھڑا ہوا ایسی
تقریرین بیان کین کہ پادریون کو جواب نہ آیا کوئی اوتار ہون تو ہون۔ فقط تمت